گداگری
اور اُسکا علاج

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابوصالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

حَامِدًا وَمُصَلِّیًا وَمُسَلِّمًا عَلَی سَیِّدِ الْمُرْسَلِینَ وَآلِہِ وَأَصْحَابِہِ أَجْمَعِینَ

گداگری کا سیاہ داغ (بدنامی کا کالا نشان) ہر ملک میں ہمہ گیر (ہر طرف پھیلا ہوا) ہے، کہیں زیادہ، کہیں کم۔ اس کا انسداد (روک تھام) اگرچہ بظاہر مشکل ہے، لیکن ہمت (حوصلے) سے کام لیا جائے تو ممکن بھی ہے۔ فقیر نے قلمی ہتھیار (تحریری کوشش / کتاب) تیار کر کے آدم زادوں (انسانوں) کے لیے پیش کر دیے۔ خدا کرے کوئی استعمال کرنے والا (عمل کرنے والا) بھی مل جائے۔ عزیزم محمد اسلم قادری اویسی، کھارادر، کراچی کو اس کی اشاعت کی ہمت نصیب ہوئی، جو ان ہتھیاروں کو اپنی استطاعت (بساط / طاقت) کے مطابق عوام تک پہنچا رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ بطُفیلِ حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے) فقیر اور ناشر کی سَعی (کوشش) قبول فرما کر، اسے توشۂ راہِ آخرت (آخرت کے سفر کا سامان) اور عوام کے لیے مشعلِ راہِ ہدایت (ہدایت کا چراغ) بنائے۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

یکم جمادی الآخر ۱۴۲۱ھ یکم ستمبر ۲۰۰۰ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلَی رَسُولِہِ الْکَرِیمِ

گداگر: تحقیق و جُستجو (تلاش / تحقیق) کے بعد اندازہ لگایا گیا ہے کہ فقیروں کی گداگری (بھیک مانگنے کے عمل) کی تعداد کا ساٹھ (۶۰) فیصد حصہ مردوں پر، اور چالیس (۴۰) فیصد حصہ عورتوں پر مشتمل ہے۔ وطنِ عزیز پاکستان میں بھیک مانگنا ایک منظم کاروبار (ارادے اور ترتیب سے چلایا جانے والا کام) بن چکا ہے، اور یہ ایک ایسا دھندا (کاروبار) ہے جس میں صرف بچت ہی بچت ہے، نقصان کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پاکستان کے چھوٹے بڑے ہر شہر، غرض کہ ہر جگہ فقیروں کی بُہتات (کثرت) ہے، جو مختلف طریقوں سے خیرات (صدقہ / عطیہ) مانگتے ہیں۔ اگر انسان غور (توجہ) سے دیکھے تو عقل حیران ہو جائے۔

جہاں پر اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی درگاہ ہوتی ہے، وہ جگہ ان کے لیے جنت سے کم نہیں ہوتی۔ یہ لوگ یومیہ چالیس روپے تک کما لیتے ہیں، لیکن مفلوج (جسمانی طور پر ناکارہ) اور اپاہج (چلنے پھرنے سے معذور) فقیر سو روپے سے لے کر ڈیڑھ سو روپے تک آسانی سے کما لیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان کی حالت میں سُدھار (بہتری) نہیں آتا، کیونکہ اُن کی آمدنی کا زیادہ تر حصہ نشے کی نذر ہو جاتا ہے۔ یہ زیادہ تر چرس، بھنگ اور افیون کے عادی ہوتے ہیں۔ اس تجارت میں کمسن بچے (چھوٹے بچے) بھی شامل ہوتے ہیں۔ بھکاریوں کا سَرغنہ (سردار / سردست چلانے والا) بچوں کو مفلوج اور اپاہج بنا کر عوام کی نظروں میں قابلِ

رحم (ترس کھانے کے قابل) بنا کر پیش کرتا ہے، جس سے اُن کی آمدنی میں کافی اضافہ ہو جاتا ہے۔ کچھ واقعی اپاہج ہوتے ہیں اور کچھ بنائے جاتے ہیں۔ چند حکایات (واقعات) آگے چل کر عرض کروں گا۔ (إن شاء الله عز وجل)

اگر ہم ان فقیروں کا جائزہ لیں تو اندازہ ہو گا کہ ان میں اکثر ایسے فقیر ہوں گے جو محنت مشقت (کڑی جسمانی محنت) کر سکتے ہیں۔ ان کے بازوؤں میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ حلال روزی (جائز طریقے سے کمائی) کما سکتے ہیں، لیکن ان کی عادت (روٹین / فطرت) بن چکی ہے کہ چند بھونڈی آوازیں (بیہودہ یا عجیب انداز میں مانگنے کی آوازیں) نکال کر اور خود کو لوگوں کے سامنے مجبور ظاہر کر کے، حاتم طائی (مشہور سخی انسان) کی قسم کے لوگوں کو آسانی سے بیوقوف بنا کر اچھی خاصی رقم شام تک حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ بظاہر (ظاہری طور پر) بڑے غریب اور مسکین (بے بس / ناتواں) نظر آتے ہیں، لیکن ان کے پاس روپے پیسے کی کمی نہیں ہوتی۔ چند شواہد (ثبوت / مشاہدات) بھی آگے عرض کیے جائیں گے۔ (إن شاء الله عز وجل)

جُوں جُوں (جیسے جیسے) زمانہ ترقی کرتا جا رہا ہے، بھیک مانگنے کے انداز بھی نرالے (عجیب و غریب / انوکھے) ہوتے جا رہے ہیں، اور لوگ اس میدان میں بھی نئی نئی ترقیاں کر رہے ہیں۔ جیسے لوگ ماڈرن (جدید / نئے طرز کے) ہو رہے ہیں، ویسے ہی بھیک مانگنے کا طریقہ بھی ماڈرن ہو چکا ہے۔ اب تو بعض لوگ اس طرح مانگتے ہیں جیسے کوئی مطالبہ کر رہے ہوں۔ مثال کے طور پر کسی نے کہہ دیا کہ "اللہ کے نیک بندے نے خیرات میں ٹی وی دے دیا"، تو اب وہ صوفے اور ٹیلی فون بھی مانگنے لگتے ہیں۔ بعض تو اتنے بے دھڑک (بے باک / نڈر) ہوتے ہیں کہ منہ مانگی (اپنی مرضی کی) چیز لیے بغیر چھوڑتے ہی نہیں۔ پیشہ ور گداگر (بھیک مانگنے کو مستقل ذریعہ معاش بنانے والے) عمر بھر مانگتے ہیں۔ ان کا ایک ایک فرد مانگنے میں مشغول ہوتا ہے، یہاں تک کہ ان کے چھوٹے بڑے بچے، بیٹیاں، عورتیں سب کے سب بھیک مانگنے والے ہوتے ہیں۔ بعض خاندانوں کے تو پورے کے پورے کنبے کے گداگر مشہور ہیں۔ ان کے لباس، خوراک وغیرہ سب گداگری (بھیک مانگنے) سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور جو کچھ بچ جاتا ہے، وہ نقدی (کیش / روپیہ) کی صورت میں بینک میں جمع کرا دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ بعض کے لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے تک جمع ہو چکے ہوتے ہیں۔

گداگری: کوئی بھی مذہب اور معاشرہ گداگری کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا۔ گداگر دنیاداری کے بکھیڑوں (مصروفیات و مشکلات) سے بچنے کے لیے بھیک مانگتے ہیں، اور محنت کی کمائی پر بھیک کو ترجیح دیتے ہیں۔ جس تیزی سے یہ کاروبار بڑھ رہا ہے، اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ یہ کاروبار ترقی پذیر سماج کے ماتھے پر ایک بدنما داغ (باعثِ شرم و ہبہ) اور تعفن آمیز (بدبودار / ناپسندیدہ) گھناؤنا زخم ہے۔

اسلام: اسلامی نگاہ سے بھی بھیک مانگنا غلط ہے۔ تفصیل آگے آئے گی (إن شاء الله)۔ گداگری (بھیک مانگنا)، کوئی کَسب (محنت و روزگار کا ذریعہ) اور پیشہ (پیشہ ورانہ کام) نہیں، جس کے ذریعے آدمی عزّتِ نفس (اپنی خودداری و وقار) کے ساتھ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی معیشت (زندگی کا خرچ) اور گزارے کا سامان (ضروریاتِ زندگی) مہیا کر سکے۔ پیشہ ور سائل (پیشہ کے طور پر مانگنے والا) کا شریعت میں کوئی مقام (قدر و منزلت) نہیں۔ ایسا ذلیل پیشہ اختیار کرنے سے دینِ اسلام نے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے۔ جو لوگ بد قسمتی سے یہ پیشہ اختیار کرتے ہیں، وہ نہ صرف خود ذلت کی زندگی گزارتے ہیں بلکہ نسلاً بعد نسل (نسل در نسل) ہمیشہ کے لیے اپنی اولاد کو بھی اسی ذلت کی راہ (پستی کے راستے) پر ڈال دیتے ہیں۔ اور قوم یا معاشرے (اجتماعی انسانی نظام) کا وہ بہت بڑا حصہ، جس سے اگر وہ انسانی اخلاق و خوبیاں (نیک اوصاف و کمالات) حاصل کرتے، تو قوم کو بڑا نفع ہوتا اُسے مفلوج (ناکارہ) اور بیکار کر کے رکھ دیتے ہیں۔ فقیروں کا یہ ذلیل گروہ (گھٹیا سائلوں کا طبقہ) قوم کے لیے ایک بہت بڑا بوجھ اور صدہا پریشانیوں کا مُوجِب (سینکڑوں مسائل کی جڑ) ہے۔ ہمارے پاکستان میں شاید دوسرے ممالک کی نسبت یہ گروہ کچھ زیادہ ہی پایا جاتا ہے۔ خطۂ زمین کا کوئی حصہ

(ملک کا کوئی علاقہ) ان کے وجود سے امان میں نہیں (محفوظ نہیں) ہے۔ مسجدوں، گلیوں، بازاروں، اسٹیشنوں، اڈوں، راستوں، ہوٹلوں، بسوں اور ٹرینوں میں یہ مخلوق (طبقہ) بنی آدم کا ناک میں دم کر دیتی ہے۔

شادیوں اور دیگر خوشی کی تقریبات میں اس طرح آتے ہیں جس طرح میٹھی چیز پر مکھیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ یہ لوگ نہ صرف مال چھینتے (زکات و خیرات کا غلط مصرف بناتے) ہیں بلکہ انسانی ذہن کو بھی ماؤف (سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب) کر دیتے ہیں، اور مجلس کا چین (محفل کی راحت) بھی چھین لیتے ہیں۔ اور جونک (خون چوسنے والا کیڑا) کی طرح چمٹ جاتے ہیں، کہ جب تک اپنی مراد (مطلوب رقم یا چیز) کو نہ پالیں، پیچھا نہیں چھوڑتے جس طرح جونک جب تک خون نہ چوس لے، جسم سے الگ نہیں ہوتی۔

گداگری دورِ حاضر (موجودہ زمانہ) میں ایک عام وبا (پھیلتی ہوئی بیماری) کی طرح ہے۔ اچھے خاصے تندرست (صحت مند) لوگ، کما کر اپنی روزی کما سکتے ہیں، لیکن اپنے کو بیکار بنایا ہوا (جان بوجھ کر نکما بنا رکھا ہے) کہ: "کون محنت کرے؟ جب بلا مشقت (بغیر کوشش) روزی مل جائے تو پھر کیا فائدہ دُکھ سر پر اُٹھانے کا؟ ایسے لوگ ناجائز طور پر بھیک مانگتے ہیں۔ بہت سے تو ایسے ہیں کہ معمولی مزدوری (چھوٹا موٹا کام) کرنے کو بھی تیار نہیں، حالانکہ وہ اسی مزدوری سے بھیک کی لعنت (رسوائی) سے بچ سکتے ہیں۔ یہ بے غیرتی ہے، مگر اُسے مایۂ عزت (باعثِ فخر) سمجھتے ہیں۔ اور بہتوں نے تو بھیک مانگنا اپنا پیشہ (مستقل ذریعۂ آمدن) ہی بنا رکھا ہے۔ گھر میں ہزاروں روپے میں سود کا لین دین کرتے ہیں، زراعت (کھیتی باڑی) وغیرہ کرتے ہیں، مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے۔ اُن سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ "یہ ہمارا پیشہ ہے، کیا ہم اپنا پیشہ چھوڑ دیں؟" حالانکہ ایسے لوگوں کا سوال حرام (بھیک مانگنا ناجائز) ہے، اور جسے ان کی حالت معلوم ہو، اس کے لیے انہیں دینا جائز نہیں۔ تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

علاج: گداگری کی روک تھام کے لیے چند تجاویز (اصلاحی مشورے) درج ذیل ہیں:

(۱) گداگری کی روک تھام ڈنڈا (قانونی سختی و تادیب) کر سکتا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ گداگری کے ذلت آمیز پیشے (رسوائی والے دھندے) کا قلع قمع (خاتمہ) کرنے کی طرف بھی توجہ دے، اور ایسا قانون نافذ (باضابطہ پابندی) کرے جو اس شرم ناک مسئلے (باعثِ بدنامی معاملے) کا سدِباب (روک تھام) کر سکے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسے ادارے قائم کرے جہاں گداگروں کو کام کرنے کی تربیت (ہنر و محنت سکھائی جائے) اور ترغیب دی جائے، تاکہ وہ ہمیشہ کے لیے بھیک مانگنے کی عادت چھوڑ کر باعزت زندگی گزارنے کے قابل ہو جائیں۔

(۲) حضور ﷺ کے ارشاداتِ گرامی گداگر خود پڑھیں، یا پڑھے لکھے لوگوں سے پڑھوائیں، پھر ان ارشادات پر گہرا غور و خوض (دھیان اور تدبر) کریں کہ یہ زندگی چند روزہ (عارضی اور فانی) ہے، پھر فنا ہی فنا (موت ہی انجام) ہے: "وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ"[1] دائمی زندگی (ہمیشہ رہنے والی حیات) تو آخرت کی ہے۔ دنیا کی زندگی دُکھ سُکھ سے گزر جائے گی، لیکن آخرت کی زندگی ہمیشہ کی ہے جو کہ برائی و بھلائی اور دنیا کے اچھے عقائد (صحیح ایمان) اور نیک اعمال (اچھے کاموں) سے وابستہ ہے۔ اس لیے گداگری گداگر کے لیے گھاٹے کا سودا (نقصان کا معاملہ) ہے۔

(۳) گداگر کو غور کرنا چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سب کو روزی دینی ہے یہاں تک کہ کیڑوں مکوڑوں کو بھی ان کے بلوں (سوراخوں) میں تو پھر گداگری کے ذریعہ روزانہ کی روٹی حاصل کر کے، آخرت کی سزا اپنے ہاتھوں کیوں خرید تا ہے؟

---

[1])(**ترجمہ:** اور باقی رہتا ہے صرف تیرے رب کا چہرہ، جو بزرگی اور عزت والا ہے۔)(نوری)

حتمی علاج: اگرچہ یہ لاعلاج بیماری، یعنی گداگری، بظاہر ختم ہونے والی نہیں، کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ جیسے یہ بیماری چھُٹتی (ترک ہوتی) ہے، وہ اپنے بیمار کو قبر تک پہنچانے کے بعد چھوڑتی ہے یعنی بعض گداگر اس پیشے کو موت تک نہیں چھوڑتے۔ لیکن یہ بھی تجربہ ہوا ہے کہ اگر ڈنڈا تگڑا اور مضبوط ہو، تو پھر گداگری اگرچہ مکمل ختم نہ ہو، کچھ کم ضرور ہو جاتی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ سعودی عرب میں جب گداگروں کو دور سے آتا ہوا دیکھا جاتا ہے خاص کر اگر وہ لنگڑا، لولا یا ڈنڈا لیے ہو تو وہاں کے گداگر ایسی ذلیل حرکتیں (غیر شائستہ حرکات) نہیں کرتے جو بعض دوسرے ملکوں میں عام ہیں۔ اگر فاروقی ڈنڈا چل جائے، تو ملک میں ایک بھی گداگر ڈھونڈنے سے نہ ملے۔ لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صرف ڈنڈے (سزا و سختی) سے کام نہیں لیا، بلکہ انہوں نے گداگروں کے لیے وظائف (معاشی امداد) اور روزینے (مقرر وظیفہ و آمدن) بھی متعین فرمائے۔ اور یہ گداگر اگرچہ غیر مسلم بھی ہوتے، تب بھی ان کی ضروریات پوری کرتے۔ یہی ہے فاروقی سیاست جو عدل، حکمت اور رحم پر مبنی تھی۔ اِس شعبے (گداگری کے سدباب کے میدان) کے لیے بہت بڑے امین (دیانت دار)، صادق اور خداترس (اللہ سے ڈرنے والے) کارندے (خدمت گار و منتظمین) چاہئیں۔ لیکن افسوس! ایسے مردانِ خدا (نیک، بااصول، نڈر اور دیانت دار افراد) پیدا کرنے والی ماں اب کہاں ہے؟ تاہم ہم ناامید نہیں ہیں، کیونکہ قرآن کہتا ہے: "لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا"[2]

گداگروں کی عیاشیاں اور ہتھکنڈے: آپ حضرات جانتے ہیں کہ ان لوگوں کا مصرف کیا ہے نمونے کے طور پر چند واقعات اور شواہد عرض کر دوں:

(۱) ڈاکٹر رَحمانی عِشرت نے کہا کہ میں یہاں پر گداگری، شکاری فقیروں کی ایک تقریب کا ذکر کر رہا ہوں جو کچھ عرصہ پہلے شہداد پور کے قریب ایک گاؤں میں منعقد ہوئی تھی جس پر ہزاروں روپے خرچ کیے گئے تھے۔ اس میں بہت بڑی تعداد میں فقیروں، کچھ زمینداروں اور دوسرے لوگوں نے بھی شرکت کی تھی، جس کا انہوں نے الگ الگ انتظام کیا تھا اور موسیقی کا بھی بہت اچھا انتظام تھا۔ یوں سمجھیں کہ جنگل میں منگل ہی ہو رہا تھا۔ (نوائے وقت، لاہور)

(۲) کراچی کے کئی اخباروں میں ایک خبر شائع ہوئی کہ ایک گداگر ایسے ہیں کہ وہ روزانہ ناشتے سے پہلے ایک درجن کے لگ بھگ اخبارات کا مطالعہ نہ کر لیں تو اُس کی طبیعت میں لطف نہیں آتا۔

(۳) یہ بھی کراچی کی خبر ہے کہ ایک گداگر کی بینک میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ رقم جمع ہے۔ اور روزنامہ نوائے وقت جنوری میں جناب قَمَرُالزّمان صاحب نے اپنی مشاہدات کی روشنی میں گداگروں کے گروں اور اُن کے کَسب (ذریعۂ روزگار) اور پیشے پر نہایت اچھا تبصرہ کیا ہے۔

(۴) پچھلے دنوں برطانیہ میں جب ایک اکیاسی (81) سالہ بوڑھے گداگر کو کامن ویلتھ ہاؤس (Commonwealth House) کے سامنے بھیک مانگتے ہوئے گرفتار کیا گیا تھا، تو اس کے تھیلے سے تقریباً ۵۰۰ پونڈ برآمد ہوئے، جو اس کی صرف ایک دن کی کمائی تھی۔ گرفتاری کے وقت وہ پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ وہ بھیک کیوں مانگتا ہے تو اس نے فوراً جواب دیا کہ میں تو بھیک نہیں مانگتا، بس مسکین صورت بنائے راستے میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ کسی سے ایک پیسہ نہیں مانگتا، لیکن لوگ میرے ہاتھ میں پیسے تھما دیتے ہیں۔

---

[2])(**ترجمہ:** امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی بہتر صورت پیدا فرما دے۔ (نوری)

(۵) نیویارک میں ایک لنگڑے گداگر نے اپنے متعلق جب اصل حقائق کا انکشاف (اظہار) کیا تو لوگ دَنگ (حیران) رہ گئے۔ وہ نیویارک میں "وال اسٹریٹ" کے گرد گھوما کرتا تھا۔ جب اُس نے اپنے گزشتہ پیشہ گداگری سے کنارہ کشی کی تو اُس نے اپنے تمام اثاثے کا اعلان کیا جو ۴۴ بینکوں میں جمع تھا۔ فلوریڈا میں اپنے بہترین عالیشان مکان میں رہنے والے اس لنگڑے گداگر کے پاس لاکھوں ڈالر ہیں۔

(۶) نیویارک میں سب سے عجیب و غریب گداگر اَمبرٹ ڈیویڈسن (Ambarṭ Dāvidsan) تھا۔ ابھی وہ گداگری کے میدان میں نیا تھا کہ اس کا سابقہ (مقابلہ) ایک دوسرے گداگر سے پڑا، جو اس کی نسبت کم کماتا تھا۔ اس نے اپنے ساتھی کو بتایا کہ وہ اسے گداگری کے متعلق چند گُر (چالاکیاں، طریقے) بتائے گا، لیکن ان کے بدلے میں معاوضہ لے گا۔ اس کے ساتھی نے یہ بات مان لی۔ جب اسے ان ہنروں سے کافی آمدنی ہوئی تو اس نے ڈیویڈسن سے گداگری سے متعلق مزید معلومات معاوضہ دے کر حاصل کیں۔ اسی طرح ڈیویڈسن کے ذہن میں ایک نیا خیال پرورش پانے لگا۔ اپنے اس خیال کو عملی جامہ پہناتے ہوئے، اس نے آہستہ آہستہ گداگروں کے لیے ایک اسکول کھولا جس میں گداگری کے نِت نئے طریقے بتائے جاتے تھے۔ بتدریج اس اسکول میں اتنی وُسعت کر دی گئی کہ بیک وقت ہزار گداگر تعلیم پاسکتے ہیں۔

(۷) علاوہ ازیں، اس آمدنی سے کئی دکانیں کھولی گئیں جو تمام رات کھلی رہتی ہیں۔ اب جب کہ ڈیویڈسن اس اسکولِ گداگر سے ریٹائرڈ (Retired) ہو چکا ہے، تقریباً آٹھ ہزار ڈالر سالانہ پنشن (Pension) لے رہا ہے۔ حکومتِ امریکہ نے جب بھی اس کی تعلیم کو بند کرانے کی کوشش کی، اُسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

(۸) کہا جاتا ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ گداگری کے پیشے کے لیے بہترین جگہ ہے۔ ہمارے ایک دوست جب امریکہ گئے تو وہاں انہوں نے ایک صاحب کو، جو اپنی کرسی خود دھکیل رہے تھے، اُن کی مدد کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ ان صاحب کو اس ڈھلوان سڑک کو پار کراتے ہوئے کرسی الٹ گئی اور کرسی والے صاحب کو چند معمولی چوٹیں آئیں۔ جب ہمارے دوست نے انہیں سیدھا کیا اور نزدیکی درخت کے نیچے بٹھایا تو اس نے ان چوٹوں کے عوض دو ڈالر کا مطالبہ کیا۔ لامحالہ ہمارے دوست کو وہ رقم دینی پڑی۔ جب انہوں نے واپس آتے ہوئے مڑ کر دیکھا تو وہ شخص بغل میں کرسی دبائے جا رہا تھا۔ نتیجہ یہ کہ اگر امریکہ کو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ گداگری کے لیے مفید جگہ ہے تو یہ جگہ جیب کٹوانے کے لیے بھی کچھ کم بری نہیں۔

(۹) علاوہ ازیں، گداگری کے جدید طریقوں نے بھی یورپ کے عوام کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ جب ایک شخص "جیک" (Jack) نے ڈھائی لاکھ ڈالر کا انعام پایا تو اسے ایک ہفتے کے اندر ہزاروں خُطوط ملے، جن میں مالی امداد کی بھیک مانگی گئی تھی۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اُن افراد کی اپیل جائز تھی یا ناجائز، بہر حال جیک کو روپوش ہونا پڑا۔

(۱۰) گداگر انسانی نفسیات کے خاصے ماہر ہوتے ہیں۔ موقع و محل کے مطابق اپنا روپ ڈھال لیتے ہیں، اور ہم سب کو دھوکہ دیتے ہیں۔ لندن کی ایک گداگر، اپنے ساتھ نِصف درجن کے قریب بچے لیے، مختلف گرجا گھروں (Church) میں بھیک مانگتی رہی۔ جب کسی کا دل نہ پسیجتا (رحم نہ آتا) تو قرض کی جعلی رسید دکھا کر بھیک حاصل کرتی رہی۔ اگر پھر بھی کوئی اُسے دینے پر راضی نہ ہوتا تو یہ کہانی سناتی کہ وہ میرا بچا کھچا گھر لوٹ لیں گے۔ جب پولیس نے اُسے پکڑا تو اُس کے پاس کئی سو پونڈ تھے، اور ایک عالیشان مکان میں رہتی تھی۔

(۱۱) سِسلی کے ایک ماہر گداگر نے تو کمال ہی کر دیا۔ اس نے بھیک مانگنے کے طریقوں پر ایک کتاب لکھی جو وہاں کے گداگروں میں کافی مقبول ہوئی۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

(۱۲) گداگری کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ بیساکھیوں کا ایک جوڑا خریدو، گندے کپڑے پہنو اور مسکین صورت بناؤ جیسے تم دنیا بھر کے مظلوم ہو۔ ان گندے کپڑوں کے پیچھے تمہارا بینک بیلنس (bank balance) تیزی سے بڑھتا رہے گا۔

(۱۳) اس مصنف گداگر کی روزانہ کمائی تیس ڈالر (dollars) کے لگ بھگ ہوتی تھی۔ اگر کسی دن وہ کم کماتا تھا تو وہ اپنے کپڑے گٹر کے پانی سے بھگو کر رونی صورت (اداس یا آبدیدہ چہرہ) بنا کر بھیک مانگتا تھا تو اُس کی کمی پوری ہو جاتی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ اگر رونی صورت بھی کام نہ چلا سکے تو تھوڑا بہت رونا پتھر دل (سخت دل) کو بھی نرم کر دیتا ہے۔

(۱۴) جہاں تک گداگروں کے ریکارڈ کا تعلق ہے، اُن میں کامیاب ترین نام یوگوسلاویہ (Yugoslavia) کے سمین ایسک (Simin Esk) کا ہے۔ کہا جاتا ہے، یہ شخص پیدائشی طور پر ہاتھ پاؤں کے بغیر تھا۔ جب اس کی عمر چالیس برس ہوئی تو اس وقت تک وہ پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) ڈالر (Dollars) جمع کر چکا تھا۔ اس وقت اسے چھ برس جیل کی سزا ہوئی۔ جب وہ قید سے رہا ہوا تو اس کے ایک دوست نے اس کی رقم کو بینک میں جمع کر رکھا تھا۔ اس کی رقم بڑھ کر نوے ہزار ڈالر ہو چکی تھی۔

(۱۵) برطانیہ کے مجسٹریٹ (Magistrate) بچوں کے خلاف یہ شکایت عام طور پر کرتے رہتے ہیں جب یہ بچے وہاں کے تہواروں کے موقع پر پیسے جمع کرتے ہیں۔ ان کے مطابق یہ بات بھیک مانگنے کے مترادف (برابر یا جیسی) ہے۔ لیکن وہاں کا قانون اس ضمن میں اندھا (غافل یا لاپرواہ) ہے۔ پولیس صرف اس صورت میں مداخلت کر سکتی ہے جب یہ بچے گڑبڑ کر رہے ہوں یا ہنگامہ برپا کر رہے ہوں۔

(۱۶) ہمارے ہاں بھیک مانگنے کے نہایت ظالمانہ (سخت اور بے رحمانہ) طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جاتے ہیں یا پھر اُن پر زخم کر دیئے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کی ہمدردی حاصل ہو سکے اور زیادہ سے زیادہ بھیک اکٹھی کی جا سکے۔ اس کے علاوہ ایک طریقہ یہ بھی اختیار کیا جاتا ہے کہ کھرے کھوٹے (اصلی نقلی یا سچے جھوٹے) کی تمیز مشکل ہو جاتی ہے۔ بہرحال یہ جو بھی کیا جاتا ہے، صرف پیسے کے لئے کیا جاتا ہے۔

(۱۷) کینیڈا (Canada) میں سب سے دلچسپ مثال دیکھنے میں آئی۔ وہاں کے کروڑپتی (Millionaire) مل لاسٹمین (Mill Lastman) نے ایک گداگر کا روپ دھارا اور راہ گذرتے لوگوں کی فراخ دلی (سخاوت یا فیاضی) دیکھنے کی خاطر لوگوں کے آگے ہاتھ بڑھایا۔ جب پہلے آدمی نے اسے پچاس سینٹ (fifty cents) دیے تو اس نے جواب میں اسے سو ڈالر (hundred dollars) لوٹا دیئے۔ ایک جگہ جب وہ ایک شخص سے داڑھی منڈوانے کے لئے بھیک مانگ رہا تھا تو اسے پولیس نے گرفتار کر لیا۔ اپنی شناخت کرانے کے بعد اس کروڑپتی کینیڈین (Canadian) کو رہائی ملی۔

قصہ مختصر یہ کہ اگر کوئی، خواہ اس کا تعلق دنیا کے کسی خطے سے بھی ہو، پھٹے پرانے کپڑے پہنے، بیساکھیوں کے سہارے چلے اور چہرے پر عجیب بے روتی (اداسی یا لاچارگی) لئے ہوئے ہو، یا کوئی اور ایسی ہی صورت میں نظر آئے، تو جیب تک ہاتھ لے جانے سے پہلے ایک بار نہیں، بار بار سوچ لیجئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے، اس شخصیت کے پیچھے کوئی بہت ہی امیر ہستی ہو۔ (انوار الصوفیہ، قصور: فروری 1974ء)

ڈاکٹر رحمان دانش لکھتے ہیں: کچھ دنوں پہلے شہداد پور میں فقیروں کا ایک گروہ آیا ہوا تھا، جس میں ایک ایسا فقیر بھی تھا جس کی ٹانگ میں زخم تھا اور وہ زمین پر بیٹھ کر چلتا تھا۔ ایک شام میں حسبِ معمول اپنی کلینک پر بیٹھا تھا کہ وہی فقیر میرے پاس اچھی طرح چلتے ہوئے آیا اور کہنے لگا ڈاکٹر صاحب میری

داڑھ اور دانت میں سخت درد ہے کوئی دوا دے دیں، میں اُس کو اچھی طرح چلتا ہوا دیکھ کر حیرت میں پڑ گیا اور باتوں ہی باتوں میں اس کی ٹانگ کے زخم کے بارے میں معلوم کیا۔ اور اُس کی ٹانگ دیکھی تو کوئی زخم نہ تھا تو وہ کہنے لگا: ڈاکٹر صاحب یہ ہمارا کاروباری راز ہے اِسے رہنے دیں۔ (نوائے وقت، لاہور)

نوٹ: فقیر کو اتنا مواد مل سکا، ممکن ہے اس کے علاوہ اور بھی ہوں لیکن اہلِ فہم کے لئے اتنا کافی ہے۔

مقدس گداگر: وہ گداگر تو تھے ہی گداگر، لیکن یہاں فقیر اُن گداگروں کے متعلق بھی عرض کر دے جو مقدّس اسماء (پاکیزہ ناموں) سے موسوم (منسوب) اور مقدّس نام سے خلقِ خدا (اللہ کی مخلوق) کو لوٹتے ہیں۔ وہ ہیں بعض مولوی صاحبان جو دارالعلوم (دینی مدرسے) چلانے اور مساجد کی تعمیر کے نام پر وہی کردار ادا کرتے ہیں جو پیشہ ور گداگروں کا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اگر ان کا کھوج (سراغ) نکالا جائے تو یہ حضرات پیشہ ور گداگروں سے زیادہ خطرناک (نقصان دہ) ہیں۔ اس لیے کہ پیشہ ور گداگروں سے صرف معاشرہ کی تباہی کا نقصان ہے، اور ان مقدّس گداگروں سے معاشرہ کی تباہی کے علاوہ اسلام کا بھی نقصان ہے۔ اور ایسے بدبختوں کی ایسی گندی حرکتوں سے حقیقی خُدّامِ اسلام (اسلام کی سچی خدمت کرنے والے) اور متقی (نیک پرہیزگار) علماء کرام بدنام ہوتے ہیں۔ اور عوام ایسے چندہ خوروں (چندہ کھانے والے) سے بدظن (بدگمان) ہو کر دینی و اسلامی اُمور (معاملات) میں دستِ تعاون (مدد کا ہاتھ) بڑھانے سے ہچکچاتے ہیں۔ ایسے چندہ خور لوگ مولویت کے بھیس میں بھیڑیے ہیں۔ حکومت و عوام ایسے بھیڑیے مولوی نما لوگوں پر کڑی نگرانی رکھیں۔ ایسے لوگوں کو جتنی سخت سزا ہو سکتی ہے انہیں دی جائے، اور عوام میں اُن کی سخت مذمّت کی جائے، تاکہ اُن کی گندی حرکت سے بچ جا سکیں اور حقیقی خدّامِ اسلام اور علماء کرام بدنام نہ ہوں۔ یونہی جو جُہلا (جاہل لوگ) پیری مریدی کا دھندہ کر کے عوام کو لوٹتے ہیں اور اپنے غلط کردار سے محبوبانِ خدا اولیاء کرام سے عوام کی عقیدت کو ٹھوکر (صدمہ) پہنچاتے ہیں، یہ گروہ بھی کئی حربے (چالیں، طریقے) استعمال کرتا ہے، جن کی خبریں آئے دن اخبارات میں بیانات کی صورت آتی رہتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ گروہ پہلے دو گروہوں (پیشہ ور گداگر اور دینی لبادے میں گداگر) سے زیادہ خطرناک ہے۔ ایسے لوگ نہ صرف دنیا و دین کے دشمن ہیں بلکہ ابلیس (شیطان) کے چیلے (پیروکار) ہیں۔

اے بسا ابلیس دروئے آدم است　　پس نباید بہر دستے در دست

حضرت عارف رومی قدس سرہ صدیوں پہلے فرما گئے ہیں ایسے بہروپیوں سے ایک گروہ یہی جو مریدین کے نذرانوں پر نظر رکھتے ہیں کبھی سہ ماہی ششماہی، سالانہ، گشت کے طور پر اُن کے گھروں کا چکر لگاتے ہیں، کبھی ان پر نذر و نیاز کی فرمائشیں کرتے ہیں، جب وہ خود بھی شریعت کے احکام سے کوسوں دور ہیں مریدوں کو کیا راہ لگائینگے۔

آنکہ خود گم کرا رہبری کند

حالانکہ پیر و مرشد کا حق یہ ہے کہ مرید کو راہِ خدا پر لگائے اور

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی　　بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ہے کا مصداق ہو۔

اِن مقدس گداگروں سے اپیل ہے کہ اس چار روزہ زندگی میں بیش اڑانے پر آخرت کی سزا سخت ہے۔ فقیر نے چند اَحادیث لکھ دی ہیں، کم از کم انہیں ایک دفعہ ضرور پڑھیں۔

دورِ رسالت مآب ﷺ میں گداگری کا حال:

(۱) حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک انصاری نے سرکارِ دوعالم ﷺ سے سوال کیا۔ حضور ﷺ نے اُس انصاری سے دریافت کیا:

"تمہارے گھر میں کچھ بھی نہیں؟" اُس انصاری نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا: "حضور ﷺ! ایک ٹاٹ (موٹا کپڑا) اور پیالہ ہے۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "دونوں چیزیں لے آؤ۔" جب وہ لے آیا، تو آپ ﷺ نے اُسے دو درہم میں نیلام (فروخت) کر دیا اور فرمایا: "جاؤ، ایک درہم کا غلہ (آٹا، چاول وغیرہ) لے کر گھر دے آؤ، اور دوسرے درہم سے کلہاڑی کا پھل (لوہے کا دھاریلا حصہ) خرید لاؤ۔" چنانچہ اُس نے آپ ﷺ کے حکم پر عمل کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے اس میں لکڑی کا دستہ (ہینڈل) لگایا اور فرمایا: "جاؤ، جنگل سے لکڑیاں کاٹو اور بیچو، پندرہ (۱۵) دن تک میرے پاس نہ آنا۔" اس نے آپ ﷺ کے ارشاد (حکم) کی تعمیل کی۔ پندرہ (۱۵) دن کے اندر اُس نے دس (۱۰) درہم کمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "یہ اچھا ہے، کیونکہ سوال کرنے سے قیامت کے دن مانگنے والوں کا چہرہ داغ دار (سیاہ ورسوا) ہو گا۔"[3]

(۲) حضور سرورِ عالم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں، یعنی ابتدائے اسلام میں، کچھ لوگ عشق یا جذبہ کے نام پر، بغیر تیاری کے، پاپیادہ (پیدل) حج کے لیے نکل پڑتے تھے۔ جب راستے میں ان کو تکلیف ہوتی اور بھوک پیاس سے نڈھال (کمزور) ہو جاتے، تو وہ لوگوں سے مانگنا شروع کر دیتے۔ قرآن کریم نے ان لوگوں کو اِس طرح حج کرنے سے منع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مالی عبادتیں ان لوگوں پر فرض کی ہیں جو غنی (مالدار) اور صاحبِ ثروت (دولت والے) ہیں۔ اس میں یہی حکمت ہے کہ اگر یہ عبادتیں سب پر عام ہوتیں، تو غریب لوگ بھی اُن کے لیے مانگنے لگتے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز منظور نہیں کہ اُس کے سوا کوئی کسی اور سے سوال کرے۔ ہاں، مالداروں پر فرض ہے کہ وہ زکوٰۃ، صدقات، کفارات، نذر و نیاز اور قربانیوں کے ذریعے اپنے معاشرے کے غُرباء (فقرا) اور مفلوک الحال (انتہائی محتاج) لوگوں کی کفالت (ذمہ داری سے خبر گیری) کریں، اور اُن کی ضرورتیں پوری کریں۔ اِس سے متعلق مزید تفصیل ان شاء اللہ بعد میں عرض کروں گا۔

فائدہ: پہلی حدیث شریف میں گداگر کو گدائی (بھیک مانگنے) سے بچنے کی تدبیر (طریقہ) بتائی گئی ہے۔ اگر ہمارے دور کے گداگر بھی حضور ﷺ کی ارشاد کردہ تدبیر پر عمل کریں، تو ممکن ہے کہ وہ امیر نہ بن سکیں، لیکن کم از کم گدائی کی ذلت سے بچ کر عزّت و وقار کی زندگی گزار سکیں گے، اور آخرت کی رسوائی سے بھی محفوظ رہیں گے۔

دوسری روایت میں کفایت شِعاری (سادگی، قناعت) کا درس دیا گیا ہے۔ حج ادا کرنا بڑی سعادت (نیکی، فضیلت) ہے، لیکن گدائی کی ذلت ایک بڑی شقاوت (بدبختی) ہے۔ لہٰذا گداگر کو سوچنا چاہیے کہ جب اتنی بڑی سعادت کے لیے بھی گدائی گوارا نہیں، تو پھر کسی اور دنیوی ضرورت کے لیے گدائی کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟ لہٰذا ضروری ہے کہ آخرت کی سزا کو پیشِ نظر رکھ کر قناعت اختیار کی جائے، ممکن ہے اللہ تعالیٰ، ارشادِ نبوی ﷺ کی برکت سے اُسے مال و دولت سے بھی نواز دے۔

(۳) امام بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں روایت کیا کہ امّ المؤمنین امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گوشت کا ایک ٹکڑا ہدیہ میں آیا۔ چونکہ حضور ﷺ کو گوشت پسند تھا، تو حضرت امّ سلمہ نے خادمہ (نوکرانی) سے کہا: "اسے گھر میں رکھ دو، شاید حضور ﷺ تناوُل فرمالیں۔" اُس نے طاق (دیوار کی الماری) پر رکھ دیا۔ اتنے میں ایک سائل (مانگنے والا) آکر دروازے پر کھڑا ہوا اور کہا: "صدقہ دے دو، اللہ تعالیٰ تم میں برکت دے گا۔" لوگوں نے کہا: "اللہ تجھ میں برکت

---

3) (سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب ما تجوز فيه المسألة، 81/3، الحديث 1641، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 هـ 2009 م)

دے۔" سائل چلا گیا۔ کچھ دیر بعد حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: "کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کی چیز ہے؟" امّ المؤمنین نے عرض کی: "جی ہاں!" پھر خادمہ سے کہا: "جاؤ، وہ گوشت لے آؤ۔" وہ گئی تو طاق میں ایک پتھر کا ٹکڑا پایا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "چونکہ تم نے سائل کو نہیں دیا، اس لیے وہ گوشت پتھر بن گیا۔"[4]

فائدہ: اِس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ سائل کو رد نہ کرو۔ اگر مالی امداد کی گنجائش ہو تو مدد کرو، اور اگر گنجائش نہ ہو تو کم از کم نرمی اور محبت سے جواب دو۔ اگر گنجائش کے باوجود بھی سائل کو کچھ نہ دیا جائے تو مالی نقصان کا خطرہ ہوتا ہے، بلکہ بعض اوقات ایسا سائل اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان کے طور پر بھی آتا ہے۔ اس کی تفصیل آتی ہے۔

دورِ خلفاءِ راشدین کے گداگر کے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سائل سوال کر رہا ہے کہ میں بھوکا ہوں، خدا کے نام پر مجھے کوئی کچھ دے، آپ نے فرمایا کہ اسے کھانا کھلا دو، انہوں نے فوراً اس کی تعمیل کی اور پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پھر وہی صدا سنائی دی، آپ نے اُس شخص سے فرمایا: کیا تم نے اس کو کھانا نہیں کھلایا۔ اس نے کہا میں نے ابھی اس کو کھانا کھلایا ہے، آپ نے اُس سائل کو بلایا اور دیکھا کہ ایک جھولی میں کافی ساری روٹیاں پڑی ہوئی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سائل نہیں بلکہ تاجر ہے تاکہ روٹیاں جمع کر کے فروخت کرے۔ آپ نے اس کو دُرّے لگوائے اور فرمایا: آئندہ ایسا مت کرنا۔[5]

حضرت عمر فاروق اور گداگری: امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عیسائی گداگر کو ایک دفعہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں بھیک مانگتے دیکھا، تو اُسے اپنے پاس بلا کر اُس کی تباہ حالی کے متعلق دریافت فرمایا، اُس کی حالت سننے کے بعد فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ جوانی میں ہم تجھ سے جزیہ (ٹیکس) وصول کیا کرتے تھے لہذا عالم پیری میں تجھے اس حالت میں نہیں دیکھ سکتے۔ چنانچہ آپ نے حکم فرمادیا کہ تاحیات اس کے تمام مصارف شاہی خزانہ (بیت المال) سے ادا کئے جائیں۔[6]

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور گداگر: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کی آواز سنی جو عرفات کے میدان میں لوگوں سے سوال کر رہا ہے، آپ نے اس کی دُرّے سے خبر لی، اور فرمایا کہ ایسے دن پر اور ایسی جگہ غیروں سے سوال کرتا ہے۔ سوال کرنا اس وقت جائز ہے جب کسی شخص کے بھوک کی وجہ سے یا مرض کی وجہ سے مر جانے کا خطرہ ہو یا ایسا وقت ہو جب بدن چھپانے کے لئے کوئی کپڑا نہ ہو۔[7]

علاج: دونوں خلفاء رضی اللہ عنہما نے گداگری کے اِنسداد کا بہتر علاج بتایا ہے، آج بھی اگر گداگروں کا یہی علاج کیا جائے تو گداگری کو روکا جا سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ گداگر کو آسان زندگی بسر کرنے کے لئے وظیفہ بھی مقرر کیا جائے۔

---

4) (دلائل النبوة، باب ما جاء في تحدث رسول الله صلى الله عليه وسلم بنعمة ربه عز وجل لقوله تعالى {وأما بنعمة ربك فحدث} [الضحى: 11] وما جاء في خصائصه على طريق الاختصار فقد ذكرنا في كتاب النكاح من كتاب السنن ما خص به من الأحكام، باب ما جاء في اللحم الذي صار حجرا وإخبار النبي صلى الله عليه وسلم عن سببه فكان كما قال، 6/300، الحديث 1641، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1408 هـ 1988 م)

5) (قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد، الفصل الحادي والأربعون، ذكر فضائل الفقر، 2/325، الحديث 1641، دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية، 1426 هـ 2005 م)

6) (سماحة الإسلام في معاملة غير المسلمين، المطلب الثالث، 1/26، الحديث 4، الناشر: الكتاب منشور على موقع وزارة الأوقاف السعودية بدون بيانات)

7) (مشكاة المصابيح، كتاب الزَّكَاة، بَاب من لَا تحل لَهُ الْمَسْأَلَة وَمن تحل لَهُ، 1/581، الحديث 1755، المكتب الإسلامي،)

نوٹ: یہ صرف نمونے کے لئے دو واقعات عرض کئے ہیں تا کہ کتاب کی ضخامت بڑھنے نہ پائے۔

گداگری کا علاج نبوی ﷺ: حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے ارشادات میں گداگری کے ہر پہلو کو جامع حکمت سے بیان فرمایا ہے گداگر اگر مسلمان ہے تو اُسے صرف اپنے دل کو قابو کر کے عملی کاروائی کرے تو سو فیصد یقین ہے کہ گداگری کی لعنت کا طوق اُس کے گلے سے جلد تر اُتر جائے گا، بشرطیکہ وہ تہہ دل سے اپنے نبی کریم ﷺ کی نبوّت کا قائل ہو۔ اگر گداگر غیر مسلم ہے تو اُس کے لئے ہمارا چیلنج ہے کہ وہ ان ارشادات پر ایسا عمل کرے کہ اس میں سرِ مو (ذرہ بھر) بھی فرق نہ آنے دے، تو اس سے گداگری کی لعنت خود بہ خود بھاگ نکلے گی، اِس لئے غیر مسلم منصف مزاجوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی ہر حکمت عملی کو آزمایا، تو سو فیصد صحیح اور سچ پایا یہی وجہ ہے کہ بہت سے غیر مسلم حضرات کو نبی پاک ﷺ کے بعض ارشادات کی بعض حکمت مجرب نظر آئیں تو بلا تأمُّل اسلام قبول کر لیا۔ تفصیل دیکھیں فقیر کی کتاب "نبوی شفاخانہ" میں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ارشاداتِ مبارکہ میں گداگری (بھیک مانگنے) کے مکروہ چہرے کو پوری طرح بے نقاب فرمایا، اس کے اسباب کی نشاندہی فرمائی، اس کا شافی (مکمل) علاج تجویز فرمایا، اس کے اِزالے (خاتمے) کے لیے بہترین تجاویز عطا فرمائیں، اور اس کی خرابیوں سے بچنے کے لیے اعلیٰ تدابیر بھی تعلیم فرمائیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر کوئی گداگر ان ہدایات پر اخلاص سے عمل کرے تو ان شاء اللہ وہ اس بیماری سے مکمل صحتیاب ہو جائے گا، یقیناً سو (۱۰۰) فیصد کامیابی یقینی ہے۔ لیکن اگر کوئی مریض اپنا علاج ہی نہ کروائے، اور نہ ہی طبیب کی بات پر کان دھرے، تو پھر اس کا علاج کس کے پاس ہے؟

احادیثِ مبارکہ

حدیث نمبر ۱: بخاری و مسلم، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی، رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: آدمی سوال کرتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے دن اِس حال میں آئے گا کہ اُس کے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہو گا یعنی بے آبرو ہو کر۔[8]

حدیث نمبر ۲: ابو داؤد، ترمذی اور نسائی سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سوال ایک قسم کی خراش ہے کہ آدمی سوال کر کے اپنے منہ کو نوچتا ہے، جو چاہے اپنے منہ پر اس خراش کو باقی رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے، ہاں اگر آدمی صاحبِ سلطنت سے اپنا حق مانگے یا ایسے امر میں سوال کرے کہ اُس سے چارا نہ ہو تو جائز ہے۔[9]

حدیث نمبر ۳: بیہقی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں سے سوال کرے حالانکہ نہ اُسے فاقہ پہنچا، نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں رکھتا، تو قیامت کے دن اِس طرح آئے گا کہ اُس کے منہ پر گوشت نہ ہو گا۔[10] اور حضور ﷺ نے فرمایا: جس پر نہ فاقہ گزرا اور نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں اور سوال کا دروازہ کھولے اللہ تعالیٰ اُس پر فاقے کا دروازہ کھول دے گا اُس جگہ سے جو اُس کے دل میں بھی نہیں۔[11]

---

8) (صحيح البخاري، كتاب الزكاة، بَابُ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا، 123/2، الحديث 1474، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

9) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ المَسْأَلَةِ، 56/3، الحديث 681، شركة مكتبة، الطبعة: الثانية، 1395ھ 1975م)

10) (شعب الإيمان، الزَّكَاة، باب الاستعفاف عن المسألة، 168/5، الحديث 3250، مكتبة الرشد، الطبعة: الأولى، 1423ھ 2003م)

11) (شعب الإيمان، الزَّكَاة، باب الاستعفاف عن المسألة، 168/5، الحديث 3250، مكتبة الرشد، الطبعة: الأولى، 1423ھ 2003م)

حدیث نمبر ۴: نسائی نے حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسولِ خدا ﷺ فرماتے ہیں: اور لوگوں کو معلوم ہوتا کہ سوال کرنے میں کیا ہے تو کوئی کسی کے پاس سوال کرنے نہ جاتا،[12] اِس کی مثل طبرانی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۔

حدیث نمبر ۵: امام احمد بہ سند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے راوی کے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ غنی کا سوال کرنا قیامت کے دن اُس کے چہرے پر عیب ہو گا۔[13] اور بزاز کی روایت میں یہ بھی ہے کہ غنی کا سوال آگ ہے اگر تھوڑا دیا گیا تو تھوڑی اور اگر زیادہ دیا گیا تو زیادہ اور اِس کی مثل امام احمد و بزاز اور طبرانی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔[14]

حدیث نمبر ۶: طبرانی کبیر حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بغیر حاجت سوال کرتا ہے گویا وہ انگارہ کھاتا ہے۔[15]

حدیث نمبر ۷: ابو داؤد سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص سوال کرے اور اُس کے پاس اتنا ہے جو اُسے بے پرواہ کرے وہ آگ کی زیادتی چاہتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی وہ کیا مقدار ہے جس کے ہوتے سوال جائز نہیں؟ فرمایا: صبح و شام کا کھانا۔[16]

حدیث نمبر ۸: ابنِ حبان اپنی صحیح میں امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص لوگوں سے سوال کرے اِس لئے کہ اپنے مال کو بڑھائے تو وہ جہنم کا گرم پتھر ہے۔ اب اُسے اختیار ہے کہ تھوڑا مانگے یا زیادہ طلب کرے۔[17]

حدیث نمبر ۹: طبرانی نے صغیر میں ام المؤمنین اُمّ سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا اور حق معاف کرنے سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے کی عزت بڑھائے گا اور بندہ سوال کا دروازہ نہ کھولے گا مگر اللہ تعالیٰ اُس پر محتاجی کا دروازہ کھولے گا۔[18]

حدیث نمبر ۱۰: مسلم ابو داؤد و نسائی قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے راوی، کہتے ہیں کہ مجھ پر ایک مرتبہ تاوان لازم آیا میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا، فرمایا: ٹھہرو ہمارے پاس صدقے کا مال آئے گا تو تمہارے لئے حکم فرمائیں گے۔ پھر فرمایا: اے قبیصہ سوال حلال نہیں مگر تین باتوں میں۔ کسی نے ضمانت کی ہو (یعنی کسی قوم کی طرف سے دیت کا ضامن ہو آپس کی جنگ میں صلح کرائی اور اس پر کسی مال کا ضامن ہوا) تو اسے سوال حلال ہے یہاں تک کہ وہ مقدار پائے پھر بعض رہے، یا کسی شخص پر آفت آئی کہ اُس کے مال کو تباہ کر دیا تو اُسے سوال حلال ہے یہاں تک کہ بسر اوقات کے لئے پا جائے، یا کسی کو فاقہ پہنچا اور اُس کی قوم کے تین عقل مند شخص گواہی دیں کہ فلاں کو فاقہ پہنچا ہے، تو اسے سوال حلال ہے یہاں تک کہ بسر اوقات کے لئے حاصل کر لے اور ان تین باتوں کے سوا اے قبیصہ سوال کرنا حرام ہے کہ سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔[19]

---

12) (السنن الصغرى للنسائي، كِتَابُ الزَّكَاةِ، المسألة:5، 94/5، الحديث 2586، مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة: الثانية، 1406 1986)

13) (مسند الإمام أحمد بن حنبل، حَدِيثُ أَبِي رِمْثَةَ رضي الله عنه (1) عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، 12/ 81، الحديث 7164، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

14) (مسند البزار، مُسْنَدُ أَبِي حَمْزَةَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، 17/ 163، الحديث 9778، مكتبة العلوم والحكم، الطبعة: الأولى، (بدأت 1988 م، وانتهت 2009 م)

15) (المعجم الكبير، حَبَشِيُّ بْنُ جُنَادَةَ السَّلُولِيُّ، 4/ 14، الحديث 3504، مكتبة ابن تيمية، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

16) (سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب من يعطى من الصدقة، وحد الغنى، 3/72، الحديث 1629، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 هـ 2009 م)

17) (صحيح ابن حبان، النوع الثاني والستون، ذِكْرُ الزَّجْرِ عَنْ سُؤَالِ الْمَرْءِ يُرِيدُ التَّكْثِيرَ دُونَ الِاسْتِغْنَاءِ وَالتَّقَوُّتِ، 3/332، الحديث 2508، دار ابن حزم، الطبعة: الأولى، 1433 هـ 2012 م)

18) (المعجم الصغير، بَابُ الْأَلِفِ، مَنِ اسْمُهُ أَحْمَدُ، 1/102، الحديث 142، المكتب الإسلامي، الطبعة: الأولى، 1405 1985)

19) (سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب ما تجوز فيه المسألة، ج 3 ص 180 الي 81، الحديث 1640، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 هـ 2009 م)

حدیث نمبر ۱۱: امام بخاری اور ابنِ ماجہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص رسی لے کر جائے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لاد کر بیچے اور سوال کی ذِلّت سے اللہ تعالی اُس کے چہرے کو بچائے یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے کہ لوگ اسے دیں یا نہ دیں اس کی مثل امام بخاری و مسلم اور امام مالک و ترمذی و نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ (20)

حدیث نمبر ۱۲: امام مالک و بخاری و مسلم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے، صدقے کا اور سوال سے بچنے کا ذکر فرما رہے تھے، یہ فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا۔ (21)

حدیث نمبر ۱۳: بخاری و مسلم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے حضور ﷺ سے سوال کیا حضور ﷺ نے عطا فرمایا، پھر مانگا حضور ﷺ نے عطا فرمایا، پھر مانگا حضور ﷺ نے عطا فرمایا، یہاں تک کہ وہ مال جو حضور ﷺ کے پاس تھا، ختم ہو گیا پھر فرمایا جو کچھ میرے پاس مال ہو گا اُسے میں تم سے اٹھا نہ رکھوں گا اور جو سوال سے بچنا چاہے گا اللہ تعالی اُسے بچائے گا اور غنی بننا چاہے گا اللہ تعالیٰ اُسے غنی کر دے گا اور جو صبر کرنا چاہے گا اللہ تعالی اسے صبر دے گا اور صبر سے بڑھ کر اور اُس سے زیادہ وسیع عطا کسی کو نہ ملی۔ (22)

حدیث نمبر ۱۴: حضرت امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لالچ محتاجی ہے اور ناامیدی تونگری، آدمی جب کسی چیز سے ناامید ہو جاتا ہے تو اس کی پروا نہیں رہتی۔ (23)

حدیث نمبر ۱۵: امام بخاری و مسلم فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں، فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مجھے عطا فرماتے، تو میں عرض کرتا کسی ایسے کو دیجئے جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو۔ ارشاد فرمایا: اسے لو اور اپنا کر لو اور خیرات کر لو جو مال تمہارے پاس بے طمع اور بے مانگے آجائے اُسے لے لو اور جو نہ آئے تو اس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ ڈالو۔ (24)

حدیث نمبر ۱۶: ابو داؤد انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ ایک انصاری نے حاضرِ خدمت اقدس ہو کر سوال کیا، حضور ﷺ نے اُس انصاری سے دریافت کیا تمہارے گھر میں کچھ بھی نہیں؟ اُس انصاری نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا: حضور ﷺ ایک ٹاٹ ہے جس کا ایک حصہ ہم اوڑھتے ہیں اور ایک حصہ بچھاتے ہیں اور ایک لکڑی کا پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: میرے حضور دونوں چیزوں کو حاضر کر دو، وہ حاضر لے آئے حضور ﷺ نے اپنے دستِ مبارک میں لے کر ارشاد فرمایا: انہیں کون خریدتا ہے؟ ایک صاحب نے عرض کی ایک درہم کے عوض میں خریدتا ہوں، ارشاد فرمایا ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے دو یا تین بار فرمایا کسی اور صاحب نے عرض کی میں دو درہم پر لیتا ہوں، انہیں یہ دونوں چیزیں دے دیں اور درہم لے لئے اور انصاری کو دونوں درہم دے کر ارشاد فرمایا: ایک کا غلہ خرید کر گھر ڈال آؤ اور ایک کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس آؤ۔ وہ لے آئے حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اُس میں دستہ ڈالا اور فرمایا: جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ دن تک تمہیں نہ دیکھوں (یعنی اتنے دنوں تک یہاں حاضر نہ ہونا) وہ گئے لکڑی کاٹ کر بیچتے رہے اب حاضر ہوئے تو اُن کے پاس دس درہم تھے چند درہم کا کپڑا خریدا اور چند کا غلہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اُس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن سوال

---

20) (صحيح البخاري، كتاب الزكاة، بَابُ الِاسْتِعْفَافِ عَنِ المَسْأَلَةِ، 2/ 123، الحديث 1471، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

21) (صحيح البخاري، كتاب الزكاة، بَابُ لاَ صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى، 2/ 112، الحديث 1429، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

22) (صحيح البخاري، كتاب الزكاة، بَابُ الِاسْتِعْفَافِ عَنِ المَسْأَلَةِ، 2/ 122، الحديث 1469، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

23) (مشكاة المصابيح، كتاب الزكاة، بَاب من لَا تحل لَهُ الْمَسْأَلَة وَمن تحل لَهُ، 2/ 122، الحديث 1469، المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، 1985)

24) (صحيح البخاري، كتاب الزكاة، بَابُ الِاسْتِعْفَافِ عَنِ المَسْأَلَةِ، 2/ 123، الحديث 1473، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

تمہارے منہ پر چھالا ہو کر آتا، سوال درست نہیں مگر تین شخص کے لئے، ایسی محتاجی والے کے لئے جو اُسے زمین پر لٹادے یا تاوان والے کے لئے جو رسوا کر دے، یا خون والے[25] (دیت کے لئے جو اُسے تکلیف پہنچائے)۔

حدیث نمبر ۱۷: ابو داؤد اور ترمذی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے فاقہ پہنچا اور اسے لوگوں کے سامنے بیان کیا تو اُس کا فاقہ بند نہ کیا جائے گا اور اُس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تو اللہ عزوجل جلد اسے بے نیاز کر دے گا خواہ جلد موت دے دے یا جلد مالدار کر دے۔[26] اور طبرانی کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو بھوکا یا محتاج ہوا اور اُس نے آدمیوں سے چھپایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ایک سال کی حلال روزی اُس پر کشادہ فرمائے۔[27]

مسئلہ: بعض سائل کہہ دیا کرتے ہیں: "اللہ کے لیے دو"، "خدا کے واسطے دو"۔ حالانکہ اِس طرح مانگنے کی سخت ممانعت آئی ہے۔ ایک حدیث میں ایسے سائل کو "ملعون" فرمایا گیا ہے اور ایک دوسری حدیث میں "بدترین خلائق" (سب سے بدتر مخلوق) قرار دیا گیا ہے۔ اور اگر کسی نے اس طرح سوال کیا ہو، تو جب تک سوال خود ناجائز نہ ہو، یا سائل کا حال نامناسب نہ ہو (جیسے کوئی مالدار شخص، یا ایسا فرد جو تندرست ہو اور خود کمانے پر قادر ہو، اور بلاوجہ مانگتا ہو)، تو اس کو دینا ادب کے خلاف ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ظاہراً وہ بھی اس وعید (سخت تنبیہ) کا مستحق ہو جائے۔ ہاں! اگر سائل متعنّت (ضدی، جھگڑالو) ہو، تو نہ دینا ہی بہتر ہے۔

مسئلہ: مسجد میں سوال نہ کیا جائے، خاص طور پر جمعہ کے دن، کیونکہ لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر سوال کرنا حرام ہے۔ بلکہ بعض علمائے کرام نے فرمایا ہے: "اگر کسی نے مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دیا تو اُسے ستر پیسے اور خیرات کرنے چاہئیں، تاکہ اُس ایک پیسے کا کفارہ (تلافی) ہو سکے۔"

دورِ حاضر میں یہ ایک امتحان بن چکا ہے، کیونکہ اکثر سائلین کو سوال کا موقع مسجد ہی میں ملتا ہے، اور اکثر مساجد و مدارس کے چندے بھی مسجد میں نمازیوں سے لیے جاتے ہیں۔ اس کا تفصیلی حل آگے عرض کیا جائے گا۔

خلاصہ: بھیک مانگنا بہت ذلت کی بات ہے۔ بغیر ضرورت کبھی بھی سوال نہ کرے، اور اگر واقعی ضرورت ہو تو بھی ان شرائط و حدود کا لحاظ رکھے جن کی ممانعت حدیث میں وارد ہوئی ہے۔ اور اگر سوال کرنا پڑ ہی جائے، تو اس میں مبالغہ (زیادتی) ہرگز نہ کرے، اور بے لئے پیچھا نہ چھوڑے، کیونکہ اس کی بھی ممانعت آئی ہے۔

فضائلِ خیرات وصدقات: گداگری کی مذمت کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ انسان راہِ خدا میں کچھ نہ دے۔ بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ گداگری مذموم (قابلِ مذمت) ہے، لیکن ضرورت مند کی ضرورت کو اللہ کی رضا کے لیے پورا کرنا نہایت ہی نیک عمل ہے۔ تمہارے پاس جو مال ہے، اگر وہ تمہارے کسی کام نہ آیا، تو وہ کس کام کا؟ اصل فائدہ مند مال وہ ہے: جو کھا پی لیا، یا پہن لیا، یا آخرت کے لیے خرچ کر دیا۔ نہ کہ وہ جو جمع کرتے رہے اور دوسروں کے لیے چھوڑ گئے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چھوڑا ہوا مال خود کے لیے تو آخرت میں وبال (عذاب) بن جاتا ہے، اور ورثا کے لیے فتنہ و فساد کا باعث۔ پھر اگر کسی نے سوچا کہ "ورثا ہماری طرف سے ایصالِ ثواب کریں گے" تو یہ ایک غلط امید ہے۔ اگر وہ کرتے بھی ہیں، تو اس ثواب کا کہاں مقابلہ جو خود اپنے ہاتھ سے دیا گیا ہو۔ پھر

---

25) (سنن ابن ماجه، كِتَابُ التِّجَارَاتِ، بَابُ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ، 2/740، الحديث 2198، دار إحياء الكتب، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

26) (سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب في الاستعفاف، 3/85، الحديث 1645، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 ھ 2009 م)

27) (شعب الإيمان، باب في الصبر علي المصائب، فصل في ذكر ما في الأوجاع والأمراض والمصيبات، 12/379، الحديث 9581، مكتبة الرشد، الطبعة: الأولى، 1423 ھ 2003 م)

ایصالِ ثواب کا حال بھی کیا کہنا، اکثر لوگ شرعی اصولوں کے مطابق ایصالِ ثواب نہیں کرتے، جس کی وجہ سے مرنے والے کو ثواب پہنچنے کے امکانات کم ہوتے ہیں۔ لہٰذا، مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ کی روشنی میں خود اپنے ہاتھ سے صدقہ وخیرات کی کثرت کیجیے، کیونکہ یہی بہترین ذخیرۂ آخرت ہے۔

اَحادیثِ مبارکہ

حدیث نمبر: ۱ صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ بندہ کہتا ہے کہ میرا مال ہے، میرا مال ہے اور اُسے تو اس کے مال سے تین ہی قسم کا فائدہ ہے، جو کھا کر فنا کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا یا عطا کر کے آخرت کے لئے جمع کیا اور اسکے سوا جانے والا ہے کہ اوروں کے لئے چھوڑ جائے گا۔[28]

حدیث نمبر ۲: بخاری و نسائی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں کون ایسا ہے جسے اپنے وارث کا مال، اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟" صحابہ نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال ہی زیادہ محبوب ہے۔" فرمایا: "تمہارا مال تو وہ ہے جو تم آگے روانہ کر چکے ہو (یعنی صدقہ وغیرہ)، اور جو پیچھے چھوڑا، وہ وارث کا مال ہے۔"[29]

حدیث نمبر ۳: صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو، تو میں پسند کرتا ہوں کہ تین راتیں نہ گزریں کہ اُس میں سے کچھ میرے پاس باقی ہو، ہاں، اگر قرض باقی ہو تو اس کے لیے تھوڑا سا رکھ چھوڑوں گا۔"[30]

حدیث نمبر ۴: صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی دن ایسا نہیں جس میں صبح ہو، مگر دو فرشتے نازل ہوتے ہیں: ایک کہتا ہے: 'اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما!' دوسرا کہتا ہے: 'اے اللہ! روکنے والے (بخیل) کے مال کو تلف (ضائع) کر دے!'"[31]

حدیث نمبر ۵: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خرچ کرو اور گن گن کر مت دو، ورنہ اللہ بھی تمہیں گن گن کر دے گا۔ اور روک نہ رکھو، ورنہ اللہ بھی تم پر روک لگا دے گا۔ جتنا تم سے ہو سکے، اتنا خرچ کرو۔"[32]

حدیث نمبر ۶: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: 'اے ابنِ آدم!** خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔[33]

---

28) (صحيح مسلم ، كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، 4/2273، الحديث 2959، دار إحياء التراث العربي)

29) (صحيح البخاري ، كتاب الرِّقَاقِ، بَابُ مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ، 8/ 93، الحديث 6442، دار طوق النجاة ، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

30) (صحيح البخاري ، كِتَاب فِي الِاسْتِقْرَاضِ وَأَدَاءِ الدُّيُونِ وَالحَجْرِ وَالتَّفْلِيسِ، بَابُ أَدَاءِ الدَّيْنِ، 3/ 116، الحديث 2389، دار طوق النجاة ، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

31) (صحيح مسلم ، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابٌ فِي الْمُنْفِقِ وَالْمُمْسِكِ، 2/700، الحديث 1010، دار إحياء التراث العربي)

32) (صحيح البخاري ، كِتَاب الهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا، بَابُ هِبَةِ المَرْأَةِ لِغَيْرِ زَوْجِهَا وَعِتْقِهَا، 3/ 158، الحديث 2591، دار طوق النجاة ، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

33) (صحيح البخاري ، كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ ، بَابُ قَوْلِهِ: {وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ} [هود: 7] ، 6/ 116، الحديث 4684 ، دار طوق النجاة ، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

حدیث نمبر ۷: صحیح مسلم و ترمذی میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے ابنِ آدم! باقی رکھ کر خرچ کرنا تیرے لیے بہتر ہے، اور روک لینا تیرے لیے نقصان دہ ہے۔ اگر بقدر ضرورت رکھو تو کوئی ملامت نہیں، اور خرچ کا آغاز ان سے کرو جو تمہاری کفالت میں ہیں۔"[34]

حدیث نمبر ۸: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صدقہ دینے والے اور بخیل کی مثال ان دو آدمیوں جیسی ہے جنہوں نے لوہے کی زرہ پہنی ہو جو ان کے سینے اور گلے کو جکڑے ہوئے ہو۔ صدقہ دینے والا جب صدقہ دیتا ہے تو زرہ کشادہ ہو جاتی ہے، اور بخیل جب صدقہ دینا چاہتا ہے تو زرہ کی کڑیاں اپنی جگہ جمی رہتی ہیں، وہ چاہے بھی تو کشادہ نہیں ہوتی۔"[35]

حدیث نمبر ۹: صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب بنے گا، اور بخل سے بچو، کیونکہ اسی بخل نے پچھلی قوموں کو ہلاک کیا۔ اسی بخل نے انہیں خون بہانے اور حرام کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔"[36]

حدیث نمبر ۱۰: صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! کون سا صدقہ سب سے افضل ہے؟" فرمایا: "جب تم صحت مند ہو، مال کی خواہش رکھتے ہو، فقر (غربت) کا ڈر ہو، اور تونگری کی امید ہو، ایسے وقت میں صدقہ کرو، نہ کہ اس وقت جب جان گلے تک آ جائے اور تم کہو: 'اتنا فلاں کو دے دو، اتنا فلاں کو' حالانکہ وہ تو وارثوں کا حق بن چکا ہوتا ہے۔"[37]

حدیث نمبر ۱۱: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا: "ربِ کعبہ کی قسم! وہ لوگ ہلاک ہو گئے۔" میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟" فرمایا: "زیادہ مال والے، مگر وہ جو ہر طرف (آگے پیچھے، دائیں بائیں) اللہ کی راہ میں خرچ کریں ایسے لوگ بہت کم ہیں۔"[38]

حدیث نمبر ۱۲: سنن ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سخی (سخاوت کرنے والا) اللہ کے قریب، جنت کے قریب، لوگوں کے قریب اور جہنم سے دور ہے۔ اور بخیل (کنجوس) اللہ سے دور، جنت سے دور، لوگوں سے دور اور جہنم کے قریب ہے۔ اور جاہل سخی، بخیل عابد (عبادت گزار) سے زیادہ محبوب ہے۔"[39]

حدیث نمبر ۱۳: سنن ابو داؤد میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صحت کی حالت میں ایک درہم کا صدقہ مرنے کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔"[40]

---

34) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الزُّهْدِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الزَّهَادَةِ فِي الدُّنْيَا [بَابٌ مِنْهُ] ، 4/573، الحديث 2343، شركة مكتبة ، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

35) (صحيح البخاري، كِتَاب الزَّكَاةِ، بَابُ مَثَلِ الْمُتَصَدِّقِ وَالْبَخِيلِ، 2/115، الحديث 1443، دار طوق النجاة ، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

36) (صحيح مسلم ، كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ، 4/ 1996، الحديث 2578، دار إحياء التراث العربي)

37) (صحيح مسلم ، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَفْضَلَ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ الصَّحِيحِ الشَّحِيحِ، 2/716، الحديث 1032، دار إحياء التراث العربي)

38) (صحيح البخاري، كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ، بَابٌ: كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، 8/130، الحديث 6638، دار طوق النجاة ، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

39) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّخَاءِ، 4/342، الحديث 1961، شركة مكتبة ، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

40) (سنن أبي داود، كتاب الوصايا، باب في كراهية الإضرار في الوصية، 4/489، الحديث 2866 ، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 هـ 2009 م)

حدیث نمبر ۱۴ : سنن ترمذی میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مرتے وقت صدقہ کرتا ہے یا غلام آزاد کرتا ہے، اس کی مثال ایسے شخص کی ہے جو فارغ ہو کر تحفہ دیتا ہے۔"[41]

حدیث نمبر ۱۵ : صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان درخت لگائے یا کھیت بوئے، اور اس میں سے کوئی انسان، پرندہ، یا جانور کھائے، تو وہ صدقہ کے ثواب میں شمار ہو گا۔"[42]

حدیث نمبر ۱۶ : سنن ترمذی میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بھائی کے چہرے پر مسکرانا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے، گمراہ کو راستہ بتانا صدقہ ہے، کمزور نظر والے کی رہنمائی صدقہ ہے، راستے سے کانٹا، پتھر یا ہڈی ہٹانا صدقہ ہے، اپنے ڈول سے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے۔"[43] اسی مفہوم کی روایت امام احمد و ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے۔

حدیث نمبر ۱۷ : صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص راستے میں درخت کی ایک شاخ دیکھ کر بولا: 'میں یہ شاخ مسلمانوں کے راستے سے ہٹا دوں گا تاکہ انہیں تکلیف نہ ہو' تو اللہ تعالیٰ نے اسے جنت میں داخل فرما دیا۔"[44]

حدیث نمبر ۱۸ : ابو داؤد، ترمذی، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنا دے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے سبز کپڑے پہنائے گا۔ اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے پھل کھلائے گا۔ اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے، اللہ تعالیٰ اُسے رحیق مختوم (سربمہر جنت کی شراب) پلائے گا۔""[45]

حدیث نمبر ۱۹ : امام احمد، ترمذی، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنا دے، تو جب تک اُس کپڑے میں ایک بھی پیوند باقی رہے گا، وہ شخص اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔"[46]

حدیث نمبر ۲۰ : ترمذی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صدقہ رب العزت کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے۔"[47]

حدیث نمبر ۲۱ : ترمذی نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ لوگوں نے ایک بکری ذبح کی، حضور ﷺ نے فرمایا: "اس میں سے کیا باقی رہا؟" عرض کی گئی: "سوائے شانے کے، سب ختم ہو گیا۔" فرمایا: "شانے کے سوا سب باقی ہے۔"[48]

---

41) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْوَصَايَا، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَتَصَدَّقُ أَوْ يَعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ، 4/ 435، الحديث 2123، شركة مكتبة، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

42) (صحيح مسلم، كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ، بَابُ فَضْلِ الْغَرْسِ وَالزَّرْعِ، 3/ 1189، الحديث 1553، دار إحياء التراث العربي)

43) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي صَنَائِعِ الْمَعْرُوفِ، 4/ 339، الحديث 1956، شركة مكتبة، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

44) (صحيح مسلم، كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالسِّلَاحِ إِلَى مُسْلِمٍ، 4/ 2021، الحديث 1914، دار إحياء التراث العربي)

45) (سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب في فضل سقي الماء، 3/ 110، الحديث 1682، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 هـ 2009 م)

46) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَوَانِي الْحَوْضِ، 4/ 651، الحديث 2484، شركة مكتبة، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

47) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّدَقَةِ، 3/ 43، الحديث 664، شركة مكتبة، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

48) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَوَانِي الْحَوْضِ، بَاب، 4/ 644، الحديث 2470، شركة مكتبة، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

حدیث نمبر ۲۲: شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سخاوت جنت میں ایک درخت ہے، جو سخی ہے اُس نے اس کی ٹہنی پکڑلی ہے، وہ ٹہنی اسے جنت میں لے جائے گی۔ اور بخل جہنم میں ایک درخت ہے، جو بخیل ہے اُس نے اس کی شاخ پکڑلی ہے، وہ اسے جہنم میں لے جائے گی۔"[49]

حدیث نمبر ۲۳: رزین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "صدقہ میں جلدی کرو، کیونکہ بلا صدقہ کو نہیں پھلانگتی۔"[50]

حدیث نمبر ۲۴: صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔" لوگوں نے عرض کی: "اگر کچھ نہ پائے؟" فرمایا: "اپنے ہاتھ سے کام کرے، خود نفع اُٹھائے اور صدقہ دے۔" عرض کی: "اگر یہ بھی نہ ہو؟" فرمایا: "صاحبِ حاجت کی مدد کرے۔" عرض کی: "اگر یہ بھی نہ ہو؟" فرمایا: "نیکی کا حکم دے۔" عرض کی: "اگر یہ بھی نہ کر سکے؟" فرمایا: "شر سے باز رہے، یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔"[51]

حدیث نمبر ۲۵: صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو شخصوں میں عدل کرنا صدقہ ہے، کسی کو جانور پر سوار ہونے میں مدد دینا یا اُس کا سامان اُٹھانا صدقہ ہے، اچھی بات کہنا صدقہ ہے، نماز کی طرف چلنے والا ہر قدم صدقہ ہے، اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔"[52]

حدیث نمبر ۲۶: ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا فرمائی تو وہ حرکت کرنے لگی، پھر پہاڑ پیدا کیے اور اُن کو زمین پر نصب کر دیا، تب زمین ٹھہر گئی۔ فرشتوں نے پہاڑ کی سختی دیکھ کر عرض کی: اے رب! کیا تیری مخلوق میں اس سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں! لوہا۔ عرض کی: لوہے سے بھی سخت؟ فرمایا: ہاں! آگ۔ عرض کی: آگ سے بھی؟ فرمایا: ہاں! پانی۔ عرض کی: پانی سے بھی؟ فرمایا: ہاں! ہوا۔ عرض کی: ہوا سے بھی زیادہ سخت؟ فرمایا: ہاں! ابن آدم، جب وہ اپنے داہنے ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور اسے بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔"[53]

حدیث نمبر ۲۷: نسائی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان اپنے کل مال سے اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کرے، جنت کے دربان اُس کا استقبال کریں گے۔ ہر دربان اُسے اپنی طرف بلائے گا۔" میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کیسے ہو گا؟ فرمایا: "اگر اونٹ دے گا تو اونٹ بلائے گا، اگر گائے دے گا تو گائے۔"[54]

---

49) (شعب الإيمان، باب الجود و السخاء، 13/ 308، الحديث 10376، مكتبة الرشد، الطبعة: الأولى، 1423 هـ 2003 م)

50) (مشكاة المصابيح، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَاب الْإِنْفَاق وكراهية الْإِمْسَاك، 1/ 591، الحديث 1887، المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، 1985)

51) (صحيح مسلم، كِتَابُ الزَّكَاةِ، باب: ما ذكر عن بني إسرائيل، بَابُ بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ، 3/83، الحديث 1008، دار الطباعة العامرة، الطبعة: 1414 هـ 1993 م)

52) (صحيح مسلم، كِتَابُ الزَّكَاةِ، باب: ما ذكر عن بني إسرائيل، بَابُ بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ، 3/83، الحديث 1009، دار الطباعة العامرة، الطبعة: 1414 هـ 1993 م)

53) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، بَاب وَمِنْ سُورَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ، بَاب، 5/ 454، الحديث 3369، شركة مكتبة، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

54) (سنن النسائي، كِتَابُ الْجِهَادِ، فَضْلُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى، 6/ 48، الحديث 3185، المكتبة التجارية الكبرى بالقاهرة، الطبعة: الأولى، 1348 هـ 1930 م)

حدیث نمبر ۲۸: امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صدقہ خطاؤں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے۔"[55]

حدیث نمبر ۲۹: امام بیہقی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن مسلمان کا سایہ اُس کا صدقہ ہو گا۔"[56]

حدیث نمبر ۳۰: صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بہترین صدقہ وہ ہے جو مالدار ہونے کے بعد کیا جائے، اور ابتدا اپنے اہلِ خانہ سے کرو۔"[57]

حدیث نمبر ۳۱: صحیحین میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کچھ مسلمان اپنے اہل پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے، وہ بھی صدقہ ہے۔"[58]

حدیث نمبر ۳۲: صحیحین میں زینب زوجۂ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا: "کیا شوہر اور یتیم بچے جو پرورش میں ہوں، ان پر صدقہ کیا جا سکتا ہے؟" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان کو دینے پر دوگنا اجر ہے، ایک رشتہ داری کا اور دوسرا صدقے کا۔"[59]

حدیث نمبر ۳۳: امام احمد، ابو داؤد، ترمذی نے حضرت ام مجید رضی اللہ عنہا سے روایت کی، وہ کہتی ہیں: "میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دروازے پر مسکین کھڑا ہوتا ہے، اور گھر میں کچھ نہیں ہوتا کہ دیا جا سکے، مجھے شرم آتی ہے۔" فرمایا: "اسے کچھ دے دو، خواہ جلی ہوئی چیز ہی کیوں نہ ہو۔"[60]

حدیث نمبر ۳۴: امام ترمذی نے حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسکین کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہے، لیکن رشتہ دار کو دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔"[61]

حدیث نمبر ۳۵: بخاری، مسلم اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر عورت اپنے شوہر کے مال سے کچھ خرچ کرے اور وہ ضائع کرنے کے ارادے سے نہ ہو، تو اُسے بھی اجر ملے گا، شوہر کو کمانے کا اجر، اور خزانچی کو بھی، کسی کا اجر دوسرے کے اجر کو کم نہیں کرے گا۔"[62] ترمذی میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: "عورت شوہر کے گھر سے بغیر اجازت کچھ نہ خرچ کرے۔" عرض کیا گیا: "کھانے کی چیز بھی نہیں؟" فرمایا: "یہ تو بہترین مال ہے!"[63]

---

55) (مسند الإمام أحمد بن حنبل، حَدِيثُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، 36/ 447، الحديث 22133، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

56) (شعب الإيمان، كِتَابُ الزَّكَاةِ، التحريض على صدقة التطوع، 5/ 49، الحديث 3076، مكتبة الرشد، الطبعة: الأولى، 1423 هـ 2003 م)

57) (صحيح البخاري، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ لاَ صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى، 2/ 112، الحديث 1426، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

58) (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب: ما جاء أن الأعمال بالنية الحسنة، وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى.، 1/ 30، الحديث 55، دار اليمامة، الطبعة: الخامسة، 1414 هـ 1993 م)

59) (صحيح البخاري، كتاب الزَّكَاةِ، بَاب: الزَّكَاةِ عَلَى الْأَقَارِبِ.، 2/ 531، الحديث 1393، دار اليمامة، الطبعة: الخامسة، 1414 هـ 1993 م)

60) (سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب حق السائل، 3/ 100، الحديث 1667، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 هـ 2009 م)

61) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَلَى ذِي القَرَابَةِ، 3/ 37، الحديث 658، شركة مكتبة، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

62) (صحيح البخاري، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ مَنْ أَمَرَ خَادِمَهُ بِالصَّدَقَةِ وَلَمْ يُنَاوِلْ بِنَفْسِهِ، 2/ 112، الحديث 1425، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

63) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الزَّكَاةِ، بَابٌ فِي نَفَقَةِ المَرْأَةِ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا، 3/ 48، الحديث 670، شركة مكتبة، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

حدیث نمبر ۳۶: صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو امانت دار خازن جسے حکم دیا گیا ہو اور وہ پورا پورا دے، وہ بھی صدقہ دینے والوں میں سے ایک ہے۔"[64]

حدیث نمبر ۳۷: طبرانی اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک لقمہ روٹی، ایک مٹھی کھجور یا اس جیسی کوئی چیز جو مسکین کو فائدہ دے، اُس پر اللہ تعالیٰ تین افراد کو جنت میں داخل کرے گا: (۱) صاحب خانہ جو حکم دیتا ہے، (۲) زوجہ جو تیاری کرتی ہے، (۳) خادم جو دے آتا ہے۔" پھر فرمایا: "اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے ہمارے خادموں کو بھی نہ بھلایا۔"[65]

حدیث نمبر ۳۸: ابن ماجہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "رسول اللہ ﷺ نے خطبے میں فرمایا: اے لوگو! موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، مشغولی سے پہلے نیک عمل کرو، پوشیدہ و علانیہ صدقہ دے کر اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرو، تو تمہیں روزی دی جائے گی، مدد کی جائے گی، اور تمہاری کمزوری دور کی جائے گی۔"[66]

حدیث نمبر ۳۹: صحیحین میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر شخص سے اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا، اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہو گا، وہ دائیں دیکھے گا تو اپنے نیک اعمال دیکھے گا، بائیں دیکھے گا تو برے اعمال، پھر اپنے سامنے دیکھے گا تو جہنم نظر آئے گی، تو جہنم سے بچو، اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر۔"[67]

حدیث نمبر ۴۰: ترمذی میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صدقہ خطاؤں کو ایسے بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو۔"[68]

حدیث نمبر ۴۱: امام احمد نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن ہر شخص اپنے صدقے کے سائے میں ہو گا، یہاں تک کہ فیصلہ ہو جائے۔"[69] "طبرانی کی روایت میں ہے: "صدقہ جہنم کی گرمی کو دور کرتا ہے۔"[70]

حدیث نمبر ۴۲: طبرانی اور بیہقی میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! میرے پاس اپنے خزانے سے کچھ بھیج، جو نہ جلے گا، نہ ڈوبے گا، نہ چوری ہو گا، اور میں تجھے اُس وقت دوں گا جب تو سب سے زیادہ محتاج ہو گا۔"[71]

---

64) (صحيح البخاري، كتاب الزَّكَاةِ، بَاب: أَجْرِ الْخَادِمِ إِذَا تَصَدَّقَ بِأَمْرِ صَاحِبِهِ غير مفسد.، 2/521، الحديث 1393، دار اليمامة، الطبعة: الخامسة، 1414 هـ 1993 م)

65) (المعجم الأوسط، باب الميم من اسمه: محمد، 5/278، الحديث 3509، دار الحرمين، عام النشر: 1415 هـ 1995 م)

66) (سنن ابن ماجه، كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا، بَابٌ فِي فَرْضِ الْجُمُعَةِ.، 1/343، الحديث 1081، دار إحياء الكتب)

67) (صحيح مسلم، كِتَاب الزَّكَاةِ، بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، أَوْ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَأَنَّهَا حِجَابٌ مِنَ النَّارِ، 2/ 703، الحديث 1016، دار إحياء التراث العربي)

68) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْإِيمَانِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الصَّلَاةِ، 5/ 11، الحديث 2616، شركة مكتبة، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

69) (مسند الإمام أحمد بن حنبل، حَدِيثُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، 28/ 568، الحديث 17333، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

70) (المعجم الكبير، أَبُو الْخَيْرِ مَرْثَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيُّ، عَنْ عُقْبَةَ، 17/ 286، الحديث 788، مكتبة ابن تيمية)

71) (شعب الإيمان، الزَّكَاة، التحريض علي صدقة التطوع، 5/ 45، الحديث 3071، مكتبة الرشد، الطبعة: الأولى، 1423 هـ 2003 م)

حدیث نمبر ۴۳: امام احمد، طبرانی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی: "جب کوئی آدمی کچھ صدقہ کرتا ہے، تو ستر شیطانوں کے جبڑے چیر کر وہ صدقہ نکلتا ہے۔"[72]

حدیث نمبر ۴۴: طبرانی نے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان کا صدقہ اُس کی عمر میں زیادتی کا سبب ہے، بری موت کو دور کرتا ہے، اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تکبر و فخر کو ختم فرما دیتا ہے۔"[73]

حدیث نمبر ۴۵: طبرانی کبیر میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صدقہ برائی کے ستر دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔"[74]

حدیث نمبر ۴۶: ترمذی میں حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کی وحی فرمائی، جن میں سے ایک یہ تھی کہ: صدقہ دو، اور اس کی مثال اس شخص کی ہے جسے دشمن نے قید کر کے ہاتھ گردن سے باندھ دیا، اور مارنے کو لے چلے، تو اس نے تھوڑا بہت جو کچھ تھا سب دے کر اپنی جان بچالی۔"[75]

حدیث نمبر ۴۷: ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے حرام مال جمع کیا اور پھر اُسے صدقہ کر دیا، تو اس میں اس کے لیے کوئی ثواب نہیں، بلکہ گناہ ہے۔"[76]

حدیث نمبر ۴۸: کسی نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! کون سا صدقہ افضل ہے؟" فرمایا: "کم مال والے کا کوشش کر کے صدقہ دینا۔"[77]

حدیث نمبر ۴۹: نسائی نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔" عرض کیا گیا: "کیسے؟" فرمایا: "ایک شخص کے پاس بہت مال تھا، اُس نے اُس میں سے ایک لاکھ درہم صدقہ کیے، اور ایک شخص کے پاس صرف دو درہم تھے، اُس نے اُن میں سے ایک صدقہ کر دیا۔"[78]

حکایت نمبر ۱: صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص جنگل میں تھا، اُس نے اَبر (بادل) میں ایک آواز سنی کہ: "فلاں کے باغ کو سیر اب کر"۔ وہ اَبر ایک کنارے کی طرف ہو گیا اور اُس نے پانی سنگلاخ زمین (پتھریلی جگہ) پر برسایا۔ وہ پانی ایک ندی نے جمع کیا، تو وہ شخص پانی کے پیچھے چل دیا۔ پھر اُس نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اپنے باغ میں کھڑا ہو کر پانی کی نالیاں بنا کر آبپاشی کر رہا ہے۔ اس نے اُس شخص سے پوچھا: "اے اللہ کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟" اس نے کہا: "فلاں"۔ وہی نام جو اس نے اَبر میں سے سُنا تھا۔ پھر اُس نے کہا: "تو نے میرا نام کیوں پوچھا؟" اس نے کہا: "میں نے اُس بادل سے، جس کا یہ پانی ہے، ایک آواز سنی جو تیرے نام سے کہہ رہی تھی کہ: 'فلاں کے باغ کو

---

72) (مسند الإمام أحمد بن حنبل، حَدِيثُ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، 38/60، الحديث 22962، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

73) (المعجم الكبير، عَمْرُو بْنُ عَوْفِ بْنِ مِلْحَةَ الْمُزَنِيُّ، 17/ 22، الحديث 31، مكتبة ابن تيمية)

74) (المعجم الكبير، عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، 4/ 274، الحديث 4402، مكتبة ابن تيمية)

75) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْأَمْثَالِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي مَثَلِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ، 5/ 148، الحديث 2863، شركة مكتبة، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

76) (صحيح ابن حبان، كِتَابُ الزَّكَاةِ، ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ الْمَالَ إِذَا لَمْ يَكُنْ بِطَيِّبٍ أُخِذَ مِنْ حِلِّهِ لَمْ يُؤْجَرِ الْمُتَصَدِّقُ بِهِ عَلَيْهِ، 8/153، الحديث 3367، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988 م)

77) (السنن الصغرى للنسائي، الزَّكَاةِ، جُهْدُ الْمُقِلِّ، 5/58، الحديث 2526، مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة: الثانية، 1406 1986)

78) (السنن الصغرى للنسائي، الزَّكَاةِ، جُهْدُ الْمُقِلِّ، 5/59، الحديث 2527، مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة: الثانية، 1406 1986)

سیر اب کر'۔ تو یہ بتا، تو ایسا کیا کرتا ہے (کہ تیرے نام لے کر بادل بھی پانی برساتے ہیں)؟" اس نے جواب دیا: "جو کچھ بھی پیدا ہوتا ہے، اُس میں سے: (۱) ایک تہائی صدقہ کر دیتا ہوں، (۲) ایک تہائی میں خود اور میرے بال بچے کھاتے ہیں، (۳) اور ایک تہائی آئندہ کھیتی کے لیے محفوظ رکھتا ہوں۔"[79]

فائدہ: غور فرمایئے کہ اس شخص کی خیرات نے اسے کیسا صاحبِ کرامت بنا دیا۔ اور وہ شخص تو کوئی عام بندہ تھا، جبکہ ہم تو اعلیٰ ترین نبی ﷺ کے اُمتی ہیں! ہمارے لیے تو اس سے بھی بڑھ کر کرامات و انعامات مقرر ہیں۔ بس اتنا ہو کہ سوچ بچار کر کے کسی کو کچھ دے دیں، اگر وہ مستحق نہ بھی ہو، تو بھی آپ کا ثواب ضائع نہ ہو گا۔

حکایت نمبر ۲: حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: تین اشخاص کو اللہ محبوب رکھتا ہے اور تین کو ناپسند (مبغوض)۔ جنہیں اللہ محبوب رکھتا ہے، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص کسی قوم کے پاس آیا اور ان سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا۔ اس نے رشتہ داری کی بنیاد پر سوال نہیں کیا، بلکہ خالص اللہ کے واسطے مانگا۔ اُس قوم نے کچھ نہ دیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص چپکے سے اُٹھا اور اسے چھپا کر کچھ دے دیا، یہاں تک کہ کسی اور کو معلوم نہ ہوا۔ اور ایک قوم تھی، جو رات بھر سفر کرتی رہی۔ جب نیند سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہو گئی تو سب سو گئے، لیکن ان میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور دعا کرنے لگا، اور اللہ کی آیات پڑھنے لگا۔ اور ایک شخص لشکر میں تھا، دشمن کا سامنا ہوا، اور مسلمانوں کو شکست ہو گئی، تو اُس نے اپنا سینہ آگے بڑھا دیا یہاں تک کہ یا تو قتل ہو جائے یا فتح لے آئے۔ اور وہ تین جنہیں اللہ ناپسند فرماتا ہے: (۱) ایک بوڑھا زناکار، (۲) دوسرا فقیر متکبر، (۳) تیسرا مالدار ظالم۔[80]

فائدہ: اگرچہ اِس حدیثِ پاک کو روایتی حکایت نہیں کہا جا سکتا، مگر اندازِ حکایت جیسا ہونے کے باعث فقیر نے اسے حکایات میں شامل کیا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ خرچ کرنے والے کی نیت خالص ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اجرِ عظیم عطا فرماتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ بوڑھے زانی، فقیر متکبر اور مالدار ظالم کی سخت مذمت بھی کی گئی ہے۔

انتباہ: گداگری بذاتِ خود مذموم (برا عمل) ہے، لیکن جب اس کے ساتھ تکبر اور غرور بھی شامل ہو جائے تو اُس کی مذمت دوچند ہو جاتی ہے۔ اکثر گداگر ایسے مغرور ہوتے ہیں کہ اُن کی حرکتوں سے دل چاہتا ہے کہ اُن سے سختی سے پیش آیا جائے۔ لیکن! حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں ہدایت دی ہے کہ اگر کسی سائل کو کچھ نہ دینا ہو، تب بھی نرمی سے انکار کیا جائے۔

حکایت نمبر ۳: صحیحین میں حضرت اَبُوہُرَیرَہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں تین شخص تھے: ایک برص (جلدی بیماری جو سفید دھبے پیدا کرتی ہے) والا، دوسرا گنجا (جس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں)، تیسرا اندھا (جس کی بینائی ختم ہو چکی ہو)۔ اللہ عزّوجلّ نے اُن کا امتحان لینا چاہا، اُن کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ فرشتہ برص والے کے پاس آیا، اُس سے پوچھا: تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: اچھا رنگ، اور اچھی کھال (چمڑی)، اور یہ بات جاتی رہے جس سے لوگ گھن (نفرت، کراہت) کرتے ہیں۔ فرشتے نے اُس پر ہاتھ پھیرا، وہ گھن کی چیز جاتی رہی، اور اچھا رنگ اور اچھی کھال اُسے دی گئی۔ فرشتے نے کہا: تجھے کون سا مال زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے اونٹ کہا یا گائے، راوی کا شک ہے (یعنی روایت کرنے والے کو یاد نہیں کہ برص والے نے اونٹ کہا یا گائے، البتہ برص والے اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کہا، دوسرے نے گائے)۔ اُسے دس مہینے کی حاملہ اونٹنی دی گئی، اور کہا: اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت دے۔ پھر گنجے کے پاس آیا۔ اُس سے

---

79) (صحيح مسلم، كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، بَابُ الصَّدَقَةِ فِي الْمَسَاكِينِ، 4/ 2288، الحديث 2984، دار إحياء التراث العربي)

80) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَلَامِ الْحُورِ الْعِينِ، 2/521، الحديث 1393، شركة مكتبة، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

پوچھا: تجھے کیا شے زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: خوبصورت بال، اور یہ بات جاتی رہے جس سے لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اُس پر ہاتھ پھیرا، وہ بات جاتی رہی، اور خوبصورت بال اُسے دیے گئے۔ اُس سے پوچھا: تجھے کون سا مال محبوب ہے؟ اُس نے گائے بتائی۔ ایک حاملہ گائے اُسے دی گئی، اور کہا: اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت دے۔ پھر اندھے کے پاس آیا اور پوچھا: تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: یہ کہ اللہ تعالیٰ میری نگاہ واپس دے، تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اُس پر ہاتھ پھیرا، اللہ تعالیٰ نے اُس کی نگاہ واپس دے دی۔ فرشتے نے پوچھا: تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اُس نے کہا: بکری۔ اُسے ایک حاملہ بکری دی گئی۔ اب (کچھ وقت کے بعد) اونٹنی، گائے اور بکری سب کے بچے ہوئے۔ ایک کے لئے اونٹوں سے جنگل بھر گیا، دوسرے کے لئے گائیں، اور تیسرے کے لئے بکریاں (یعنی سب کو مال و دولت وافر ہو گیا)۔ پھر وہی فرشتہ برص والے کے پاس اُس کی صورت اور ہیئت میں ہو کر آیا (یعنی برص والا بن کر) اور کہا: میں ایک مسکین (نہایت تنگ دست) شخص ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہو گئے ہیں، پہنچنے کی صورت میرے لئے آج نظر نہیں آتی، مگر اللہ کی مدد سے، پھر تیری مدد سے۔ میں اُس ذات کے واسطے سے، جس نے تجھے خوبصورت رنگ، اچھی کھال اور مال دیا ہے، ایک اونٹ مانگتا ہوں، تاکہ میں اپنے سفر میں منزل تک پہنچ جاؤں۔ اُس نے جواب دیا: حقوق بہت ہیں (یعنی میرے ذمہ اور بہت واجبات ہیں)۔ فرشتے نے کہا: گویا میں تجھے پہچانتا ہوں۔ کیا تو کوڑھی نہ تھا، کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے؟ اور فقیر نہ تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا؟ اُس نے کہا: میں تو اس مال کا نسلاً بعد نسل وارث ہوں۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے، تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے، جیسا تو پہلے تھا۔ پھر وہ گنجے کے پاس آیا، اُسی کی صورت میں، اور وہی بات کہی۔ اُس نے بھی وہی جواب دیا۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے، تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے، جیسا تو پہلے تھا۔ پھر وہ اندھے کے پاس اُس کی صورت و ہیئت میں آیا، اور کہا: میں ایک مسکین شخص اور مسافر ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہو گئے ہیں، آج میرے لیے منزل تک پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں، مگر اللہ کی مدد سے، پھر تیری مدد سے۔ میں اُس ذات کے واسطے سے، جس نے تجھے بینائی دی، ایک بکری مانگتا ہوں، جس سے میں اپنے سفر میں مقصد تک پہنچ سکوں۔ اُس نے کہا: میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی دی، تو جو چاہے لے لے، اور جو چاہے چھوڑ دے۔ خدا کی قسم! اللہ کے لیے تو جو کچھ لے گا، میں تجھ پر مشقت نہ ڈالوں گا (یعنی ناراضی یا اعتراض نہ کروں گا)۔ فرشتے نے کہا: تو اپنا مال اپنے پاس رکھ، بات یہ ہے کہ تم تینوں شخصوں کا امتحان تھا۔ تیرے لیے اللہ کی رضا ہے، اور ان دونوں پر ناراضی۔ (81)

فائدہ: یہ روایت و حکایت عجائب و غرائب پر مشتمل ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ بندوں کا کبھی امتحان لیتا ہے، اِسی لئے حکم ہے کہ گداگر کے ساتھ خوش اسلوبی (خندہ پیشانی یا اچھے برتاؤ) سے پیش آنا چاہیے۔ ممکن ہے وہ گُدڑی (پھٹے پرانے کپڑوں) میں لعل (قیمتی موتی یا نیک بندہ) ہو۔

(۲) فرشتے کا بھیس بدلنا بتاتا ہے کہ کبھی نُور (روشنی یا روحانی مخلوق) بشر (انسان) کی صورت میں آتا ہے۔ پھر وہ اطوار (عادتیں یا انداز) اس میں ہونا ضروری ہیں، جیسے بشریت (انسانیت) کا تقاضا ہے۔ جیسے یہ فرشتہ ایک وقت داتا (سخی یا عطا کرنے والا) بنا ہوا ہے کہ جو جس نے مانگا، منہ مانگا پایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ والے مَأذونٌ مِنَ اللّٰہِ (اللہ کی طرف سے اجازت یافتہ) ہوتے ہیں، جو جسے چاہیں اللہ کی عطا سے دیں۔ یاد رہے کہ عام فرشتے، اَولیاءُ اللہ کے مراتب (درجات) و کمالات سے درجے میں کم ہیں۔ (82) (شرحِ عقائد وغیرہ)

---

81) (صحيح البخاري، كتاب الأنبياء، باب: ما ذكر عن بني إسرائيل.، حديث أبرص وأعمى وأقرع في بني إسرائيل، 1276/3، الحديث 3288، دار اليمامة، الطبعة: الخامسة، 1414 هـ 1993 م)

82) (شرح العقائد النسفية، رسل البشر أفضل من رسل الملائكة.....، 112/1، مكتبة الكليات الأزهرية، الطبعة: الأولى 1987 م)

(۳) وہی فرشتہ اب دوسری دفعہ بَرَص (کوڑھ)، گنجہ، اندھا بن کر آیا ہے اور گدا گر ہے، حالانکہ یہ اس کی حقیقتِ نُوری (روحانی حقیقت) کے خلاف ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور سیّدِ عالَم ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو فرشتہ امتحان بن کر آیا ہے۔ تو آپ ﷺ تعلیمِ اُمّت کے لئے تشریف لائے ہیں، اسی لئے جملہ اطوارِ بشریت (انسانی عادتیں) آپ ﷺ کی حقیقتِ نوری کے خلاف نہیں۔ (فَافْهَمْ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْوَهَّابِيِّينَ)[83]

(۴) گدا گر کبھی امتحانِ ربّانی (خُدا کی طرف سے آزمائش) کی صورت میں آتے ہیں، تو ان سے زجر و توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ) کرنا اپنا نقصان ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کریم (مہربان خُدا) تم سے ناراض ہو کر تمہیں اس جیسا نہ بنادے، جیسے اگلی حکایت سے ثابت ہے۔

مغرور سیٹھ کی کہانی: عید کے دن ایک امیر آدمی اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا کہ دروازے پر ایک فقیر نے آکر سوال کیا: "بابا! چار دن سے بھوکا ہوں، آج عید کا دن ہے، کچھ کھانے کو دو۔" امیر آدمی، جو بڑا مغرور تھا، اپنے نوکر کو حکم دیا کہ "اس فقیر کو دھکے دے کر باہر نکال دو۔" نوکر نے ایسا ہی کیا اور فقیر کو دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ چند دنوں کے بعد وہ امیر آدمی اپنے کاروبار میں نقصان و خسارہ (زیاں، کمی) پانے لگا۔ دن بہ دن اس کے ہر کام میں نقصان ہونے لگا، حتیٰ کہ اس کی جائیداد (ملکیت) قرق (ضبط) ہونے لگی۔ آج یہ دکان قرق، اور کل وہ دکان قرق۔ ہوتے ہوتے چند مہینوں میں اس کے پاس ایک پائی بھی نہ رہی، اور اس کا اپنا رہائشی مکان بھی قبضے سے نکل گیا۔ اب دو دو دن فاقے آنے لگے۔ مجبوراً اُس نے اپنی بیوی کو بھی طلاق دے دی، اور بیوی نے عدّت گزارنے کے بعد کسی دوسرے امیر سے نکاح کر لیا۔ سال گزر گیا، اور پھر عید کا دن آگیا۔ یہ عورت اپنے دوسرے خاوند کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھی تھی۔ عید کا ہی دن تھا۔ دروازے پر ایک سائل آگیا، اور کہنے لگا: "بابا! چار روز سے بھوکا ہوں، کچھ کھانے کو دو۔" بیوی کی اس فقیر کی طرف نظر جو پڑی تو غَش کھا کر گر پڑی۔ خاوند نے ہوش میں لا کر پوچھا: "کیا بات ہے؟" بولی: "یہ جو فقیر باہر کھڑا ہے، پچھلے سال یہی میرا خاوند تھا۔ اس نے آج ہی کے دن ایک فقیر کو دھکے دلوا کر باہر نکال دیا تھا۔ اس کی پاداش (سزا، بدلہ) میں آج خود بھیک مانگ رہا ہے۔" خاوند بولا: "اچھا، تو کیا مجھے بھی پہچانا یا نہیں؟ سنو! میں وہ فقیر ہوں جسے تمہارے پہلے خاوند نے دھکے دے کر نکلوا دیا تھا۔"[84] (نزہۃُ المجالس)

فائدہ: اس سے وہ حضرات عبرت (نصیحت یا سبق) حاصل کریں جو اپنی دنیاوی دولت کے گھمنڈ (تکبر، غرور) میں کسی کو کچھ نہیں سمجھتے۔ انہیں یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو امیر کو غریب اور غریب کو امیر بناتے دیر نہیں لگتی۔ اسی لئے اُس کی بے نیازی سے ہر وقت ڈرنا چاہیے۔ شیخِ اکبر، سیّدی محی الدِّین ابنِ عربی اپنی تصنیف "مُسامَراتُ الأخیار" میں، اپنی سندِ متّصل سے حضرت عبد اللہ بن مبارک سے روایت کرتے ہیں کہ بعض متقدّمین کو حج کی بڑی آرزو تھی۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے ایک سال بتایا گیا کہ حاجیوں کا ایک قافلہ بغداد شریف میں آیا ہے۔ میں نے اُن کے ساتھ حج کے لیے جانے کا ارادہ کیا۔ میں پانچ سو دینار لے کر بازار کی طرف نکلا تا کہ حج کی ضروریات خرید لاؤں۔ میں ایک راستے پر جا رہا تھا کہ ایک عورت میرے سامنے آئی۔ اُس نے کہا: 'اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے! میں سیّد زادی ہوں۔ میری بچیوں کے لیے تن ڈھانپنے کا کپڑا نہیں ہے، اور آج چوتھا دن ہے کہ میں نے کچھ نہیں کھایا ہے۔' اس کی گفتگو میرے دل میں اُتر گئی۔ میں نے وہ پانچ سو دینار اُس کے دامن میں ڈال دیئے، اور ان سے کہا: 'آپ اپنے گھر جائیں اور ان دیناروں سے اپنی حاجت (ضرورت) پوری کریں۔' میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے مجھ کو ایک سیّد زادی کی امداد کی توفیق عطا فرمائی، اور واپس آگیا۔ میں کئی سال حج کر چکا تھا۔

---

83) (**یعنی:** سمجھ لو اور وہابیوں میں سے نہ بنو۔) (نوری)

84) (نزهة المجالس ،باب الكرم والفتوة ورد السلام ، 207/1 ،المطبعه الكاستلية ،عام النشر : 1283ھ)

اللہ تعالیٰ نے اُس سال حج پر جانے کا شوق میرے دل سے نکال دیا۔ دوسرے لوگ چلے گئے، حج کیا اور واپس آئے۔ میں نے سوچا کہ دوستوں سے ملاقات کر آؤں اور انہیں مبارک باد پیش کر دوں۔ چنانچہ میں گیا۔ جس دوست سے ملتا، اُسے سلام کرتا اور کہتا: 'اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے اور تمہاری کوشش کی بہترین جزا عطا فرمائے۔' تو وہ مجھ سے کہتا: 'اللہ تعالیٰ تمہارا بھی حج قبول فرمائے!' کئی دوستوں نے اسی طرح کہا۔ جب رات کو سویا تو نبیِ اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: 'لوگ تمہیں حج کی جو مبارکباد پیش کر رہے ہیں، اُس پر تعجب نہ کرو۔ تم نے میری ایک کمزور اور ضرورت مند بیٹی کی امداد کی، تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اُس نے ہو بہو (بالکل تمہارے جیسا) ایک فرشتہ پیدا فرمایا، جو ہر سال تمہاری طرف سے حج کرتا رہے گا۔[85]

فائدہ: اِس میں اُن گداگروں کو سبق ہے کہ اگر وہ گداگری ترک کر کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں تو اللہ تعالیٰ اس کی غیب سے مدد فرماتا ہے نیز ثابت ہوا کہ ساداتِ کرام کی تعظیم واکرام سے حضور اکرم ﷺ کتنا خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالی کتنے بڑے انعامات سے نوازتا ہے، جیسے اس خوش قسمت حاجی کو یوں نوازا کہ ایک فرشتہ ہر سال اُس کی طرف سے حج ادا کرتا رہے گا۔

جواہر ہیرے: دنیا میں ایسے لوگ بہت کم بلکہ کم یاب ہیں جو کسی سے سوال کا دست دراز کریں لیکن جو قیمتی جواہر اور ہیرے ہوتے ہیں جیسے ایک سید زادی کا واقعہ مذکور ہوا کہ اس نے دست دراز نہیں کیا، لیکن بال بچوں سمیت بھوک سے نڈھال ہوئی تو وہ بھی صرف اپنا واقعہ سنایا اس طرح ایک اور سید زادی کا واقعہ پڑھئے۔

حکایت سیّد زادی: سمرقند میں ایک ہونہار سیّد زادی رہتی تھی۔ اُس کے چند بچے بھی تھے۔ ایک دن وہ اپنے بھوکے بچوں کو لے کر ایک رئیس (مالدار شخص) کے پاس پہنچی اور اُسے بتایا: "میں سیّد زادی ہوں، میرے بچے بھوکے ہیں، انہیں کھانا کھلاؤ۔" وہ رئیس کہنے لگا: "تم اگر واقعی سیّد زادی ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔" سیّد زادی نے فرمایا: "میں ایک غریب بیوہ ہوں، زبان پر اعتبار کرو، دلیل کیا پیش کروں؟" وہ بولا: "میں زبانی جمع خرچ کا قائل نہیں، دلیل پیش کرو، ورنہ جاؤ۔

"وہ سیّد زادی بچوں سمیت واپس چلی آئی اور ایک مجوسی (آتش پرست، غیر مسلم) رئیس کے پاس جا کر اپنا قصہ سنانے لگی۔ وہ بولا: "محترمہ! اگرچہ میں مسلمان نہیں ہوں، مگر تمہاری سیادت کی قدر و تعظیم کرتا ہوں۔ میرے ہاں قیام فرماؤ، میں روٹی اور کپڑے کا ضامن ہوں۔" چنانچہ اُس نے بہت خدمت کی۔ رات ہوئی تو نام کے مسلمان رئیس نے حُضُورِ پُرنُور، شافِعِ یَومُ النُّشور ﷺ کو خواب میں ایک بہت بڑے نُورانی محل کے پاس جلوہ افروز دیکھا۔ اُس نے پوچھا: "یارسولَ اللہ ﷺ! یہ نورانی محل کس کے لیے ہے؟" فرمایا: "مسلمان کے لیے۔" عرض کرنے لگا: "حضور ﷺ! میں بھی تو مسلمان ہوں، مجھ ہی کو عنایت فرما دیجیے۔" فرمایا: "مسلمان ہے؟ تو اپنے اسلام کی دلیل پیش کر۔" وہ بہت گھبرایا۔ سرکارِ دوعالَم ﷺ نے فرمایا: "میری بیٹی تمہارے پاس آئے تو تم اس سے سیادت کی دلیل طلب کرو، اور خود بغیر دلیل کے اس محل میں چلے جاؤ؟ ناممکن ہے۔" اب وہ اٹھا تو بہت زیادہ رویا اور چلّا کر سیّد زادوں کو ڈھونڈنے لگا۔ آخر پتا چلا کہ وہ فلاں مجوسی کے ہاں قیام پذیر ہیں۔ چنانچہ وہ شخص مجوسی کے پاس جا کر التجا کرنے لگا: "ایک ہزار روپیہ لے لو اور سیّد کنبہ میرے سپرد کر دو۔" مجوسی

---

85) (غمز عیون البصائر ،كِتَابُ الْحَجِّ،2/83، دار الكتب العلمية،الطبعة: الأولى، 1405ھ 1985م)

بولا: "وہ نورانی محل ایک ہزار روپے میں بیچ دوں؟ ناممکن ہے! سن لو، حضور ﷺ نے تمہیں اُس محل سے دُور فرمایا ہے، اور مجھے کلمہ پڑھا کر اُس محل کی بشارت سے شاد کام (کامیاب) فرمایا ہے، کہ تمہارا سارا کنبہ جنتی ہے۔ اب میں بیوی سمیت مسلمان ہوں۔"[86]

گداگر و پیروں، فقیروں کی مانو: سرکارِ دوعالم ﷺ کی یہی گداگروں، پیروں فقیروں سے شفقت و نسبت ہے، اسی لئے اکثر گداگر خانقاہوں، درباروں پر پڑے نظر آتے ہیں۔ فقیر ایک واقعہ حضرت صابر کلیری کا سپردِ قلم کرتا ہے۔

عزیزو! سب سے بڑے پیر تو حضور ﷺ ہیں، جو تمام پیروں، فقیروں، بلکہ تمام عالَمین، یہاں تک کہ انبیاء و ملائکہ کے بھی پیر ہیں۔ آپ ﷺ نے جو گداگروں کو مشفقانہ نصیحتیں فرمائیں، وہی کافی ہیں۔ لیکن پھر بھی، یقین مانیے! جن خانقاہوں اور درباروں پر تم پڑے ہو، ان سب کا حکم یہی ہے کہ "گداگری کی لعنت سے بچ جاؤ۔" فقیر بہ قلم: محمد اَنور قمر شرقپوری، ایک واقعہ عرض کرتا ہے، وہ اپنی خوبصورت طرز میں بیان فرماتے ہیں۔

حسن قوال: حسن قوال حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کا منظورِ نظر قوال تھا۔ وہ اس تعارف میں اپنی سعادت سمجھتا تھا۔

وہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رہتا۔ صبح و شام بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محفلِ سماع میں اپنی شیریں قوالی سے حاضرین و سامعین کو محظوظ کرتا تھا۔ اس محفل سماع میں اور بھی بڑے بڑے استاد قوال حاضر ہوتے مگر جو پذیرائی اور عزت افزائی حسن قوال کو حاصل ہوتی وہ کسی اور کے حصے میں کم ہی آتی۔ حسن قوال کے اس شعر پر تو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر خوب وجد طاری ہو جاتا ہے:

درمیکدہ وحدت ایثار نمی گنجد　　درعالم یک رنگی جزیار نمی کند

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ المشائخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ میں بھائیوں جیسی محبت تھی۔ آپ کی محفل میں حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر تذکرہ رہتا تھا۔ ایک دن حسن قوال نے عرض کیا: "حضور! حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا (رحمۃ اللہ علیہ) کی بڑی تعریف سنتا ہوں۔ جی چاہتا ہے اُن کی زیارت کا شرف پاؤں۔" حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جا! مگر بے ادبی نہ کرنا۔" الغرض حسن قوال ملتان پہنچا اور خانقاہ بہاؤالدین زکریا میں حاضر ہوا۔ خ ُدّام نے اس کے آنے کی خبر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دی۔ حکم ہوا: "آنے دو۔" جب یہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو اس کی حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ مکان عالی شان ہے اور ہر طرح سے آراستہ ہے۔ جس میں قاقم اور دیبا (نرم و نفیس کپڑے) کا فرش ہے۔ اُس پر مخمل، رومی تکیہ وغیرہ آراستہ ہے اور شیخ بہاؤالدین اُس پر بیٹھے ہیں۔

یہ پر تکلف ٹھاٹھ دیکھ کر حسن کے دل میں خیال آیا کہ یہ کیسی شیخی ہے، کُل سامانِ عیشِ دنیا موجود ہے۔ اِیسی شیخی کو فقیری سے کیا تعلق ہے؟ فقیر تو بس میرے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہے جہاں ایک بوریا کے سوا کوئی دوسرا نہیں۔

حضرت صاحب زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نورِ باطن سے حسن کے دل کے خدشات جان لیے۔ فرمایا: "بھائی فرید الدین نے تو تجھے کہا تھا کہ بے ادبی نہ کرنا مگر تو نہ مانا۔" شیخ کے دل سے غیظ و غضب کی لہر اٹھی، مگر درمیان میں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ آ گیا، اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ درگزر فرما گئے۔ دوسری مرتبہ پھر غصہ آیا اور حسن کو اُٹھا کر پھینکنے لگے کہ وہی ہاتھ درمیان میں حائل ہو گیا۔ تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا کہ حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ نے حسن قوال کو اُن کے غضب سے بچا لیا۔

---

86) (الكبائر للذهبي ،الْكَبِيرَة الثَّالِثَة عشرَة أكل مَال الْيَتِيم وظلمه ،79/1، دار الندوة الجديدة ،تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

حسن واپس آیا تو اس سارے واقعہ کو بیان کیا۔ حضرت بابا صاحب رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا: "اے حسن! کیا تو اس ہاتھ کو پہچانتا ہے؟۔ حسن نے کہا: "قربان جاؤں اُس ہاتھ پر، اگر وہ ہاتھ نہ ہوتا تو آج میں زندہ نہ ہوتا۔"

ایک دن یہی حسن قوال حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کیا کہ "میری لڑکی جوان ہو گئی ہے، اس کی شادی کرنی ہے، کچھ عنایت فرمایئے۔" بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میرے پاس کیا ہے کہ آپ کو کچھ دے سکوں۔ تو تو خوب جانتا ہے۔

"اس قوال نے کہا: "اگر کچھ نہیں ہے تو کہہ دو یا اینٹ اٹھالے۔" تھوڑی دیر آپ رحمۃ اللہ علیہ چپ رہے، بعد میں فرمایا: "اُٹھالے۔" جب اس نے اینٹ اٹھائی تو وہ سونے کی بن گئی۔ یہ بہت خوش ہوا۔ پھر عرض کیا: "حکم دیجئے ایک اور اینٹ اٹھالوں۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "یہی کافی ہے۔" جب اس نے اِصرار کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری اینٹ بس اٹھانے کی اجازت دی اور وہ اینٹ بھی سونے کی ہو گئی۔ پھر عرض کیا: "حضرت! ایک اور اینٹ اٹھانے کی اجازت دے دیں۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دیئے۔ فرمایا: "جا، تیسری بھی اٹھالے۔" اور وہ بھی سونے کی ہو گئی۔ حسن قوال تینوں سونے کی اینٹیں گھر لے گیا اور دھوم دھام سے بیٹی کی شادی کی اور ساتھ ہی برادری کی بہترین دعوت کی اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت بھی بیان کی۔

حسن قوال کو کئی سال اجودھن (پاک پتن شریف) میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتے گزر گئے۔ دنیوی مال کی ریل پیل تو نہ ہو سکی، تاہم روحانی دولت سے وہ خوب مالدار ہوا۔ اس بیس سالہ حاضری اور خدمت گزاری کے باعث حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آنے والے علماء اور مشائخ کو آپ سے اُنس ہو گیا تھا۔ وہ آتے تو حسن قوال کی ضرور خدمت کرتے۔ جب یہ بوڑھا ہو گیا اور اس کا گلہ صاف نہ رہا اور نہ ہی اس کی آواز سُر اور تال کا ساتھ دے سکتی تھی تو قوالی چھوڑ کر یادِ الٰہی میں زندگی بسر کرنے لگا۔

ایک دن اس کی کمزور مالی حالت نے اُسے مجبور کر دیا کہ وہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض خلفاء کے ہاں جائے اور مالی امداد حاصل کرے۔ چنانچہ سب سے پہلے ضیاء آباد (سیالکوٹ) میں حضرت امام علی لاحق رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حسن قوال ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ سے کافی دور تھا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ بے چینی سی محسوس کرنے لگے۔ مریدین سے فرمایا: میرے مرشد کے قوال تشریف لا رہے ہیں۔ بوڑھے ہیں لاٹھی ٹیک ٹیک کر چلے آرہے ہیں۔ جلدی سے جاؤ انہیں کسی سواری پر بٹھالاؤ، ایسا نہ ہو گریں اور چوٹ آجائے۔ دو آدمی جلدی سے چلے گئے۔ اور اُن لوگوں نے حسن قوال کو ایک بیل گاڑی پر سوار کیا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے آئے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو حسن قوال کو دیکھا۔ کھڑے ہو کر استقبال کیا اور گلے سے لگالیا۔ اپنی مسند بیٹھنے کو پیش کر دی۔ مگر حسن قوال نے اپنے آپ کو اس مسند کے قابل نہ سمجھا اور ادب کو ملحوظ رکھا۔

حسن قوال یہاں ایک ہفتہ ٹھہرے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی خوب خاطر مدارات کی۔ پھر تحائف اور نقدی دے کر رخصت کیا۔ حسن قوال نے سارے تحائف فروخت کر دیئے اور نقدی پلے باندھ لی۔ یہ کام شاید پیرانہ سالی (بڑھاپے) کے باعث انہوں نے کیا تھا کہ ان کا بڑھاپا بوجھ اٹھانے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ اب حسن قوال حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہفتہ بھر یہاں قیام فرمایا اور خوب مال وزر حاصل

کیا۔ پھر حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں بھی انہیں خوب تکریم ملی۔ اور مال وزر سے نوازے گئے پھر حضرت شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے اور وافر دولت پائی۔ حسن قوال کو جوں جوں دولت ملتی گئی اُن کی حِرص بڑھتی گئی۔ یہاں سے حضرت شیخ منتخب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے اور بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ناطے دنیوی دولت سے سرفراز ہوئے۔

اب آخر میں حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے حضرت مخدوم علاؤ الدین صاحب صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور یہ خیال دل میں جاگزیں تھا کہ چونکہ آپ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم ہیں اور بھانجے بھی ہیں وہ اتنا کچھ دیں گے کہ اس کے بڑھاپے کی زندگی سکون سے گزر جائے گی۔ مگر جب کلیر شریف میں پہنچے تو کلیر کو ویران پایا۔ آس پاس کے گاؤں والوں سے دریافت کیا کہ خانقاہِ صابریہ کس جگہ ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ یہاں قریب ہی ایک ٹیلہ ہے جہاں ایک گولر کے درخت کے نیچے گھاس پھونس کی ایک جھونپڑی ہے، وہاں صابر پیارحمۃ اللہ علیہ رہتے ہیں۔

حسن قوال بیچارہ گھبرا سا گیا کہ اُن سے کیا ملے گا۔ جو آبادیوں سے دور ویرانوں میں ڈیرہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اپنی دال چپاتی شاید کیسے پوری کرتے ہوں گے۔ کس قدر صعوبتوں اور تکلیفوں کے بعد یہاں پہنچا ہوں۔ لگتا ہے خالی ہاتھ ہی لوٹنا ہو گا۔ بہر حال یہ قوال آہستہ آہستہ اپنا پشتارہ (سامان یا گٹھری) کمر پر باندھے اس جھونپڑی کے قریب تک پہنچ گیا مگر اس کی حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ جھونپڑی بالکل خالی ہے۔ نہ مخدوم صابر پیار حمہ اللہ علیہ ہیں اور نہ آپ کا کوئی خادم۔ ایک کونے میں پانی کا ایک مٹکا پڑا تھا۔ بوڑھے حسن قوال کو پیاس لگی ہوئی تھی۔ خیال کیا مخدوم صابر پیارحمۃ اللہ علیہ کے آنے تک انتظار کرنا ہو گا۔ لہذا خود ہی پانی کا ایک پیالہ پی لوں۔ پیالے میں پانی انڈیلنے لگے مگر ہاتھوں کی کمزوری کے باعث مٹکے پر گرفت ڈھیلی رہی اور سارا مٹکا لڑھک گیا۔ جھونپڑی پانی سے جل تھل ہو گئی اور پیالے میں ایک گھونٹ پانی بھی نہ آسکا۔

بس یہ پیاسا یونہی کافی دیر تک بیٹھا رہا۔ مگر مخدوم صابر پیارحمۃ اللہ علیہ تشریف نہیں لائے۔ پھر اٹھا اور ارد گرد دیکھا تو کچھ فاصلے پر ایک گولر کی ٹہنی کو پکڑے کھڑے ہیں۔ آنکھیں بند ہیں اور بے خودی کا عالم ہے۔ ارد گرد کے ماحول سے بے خبر لگتے ہیں۔ حسن قوال قریب جا کر باادب کھڑا ہو گیا۔ کافی دیر کے بعد مخدوم صابر پیارحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ کھولی۔ فرمایا کہ تو کون ہے؟ اس نے عرض کیا کہ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کا قوال حاضر ہے۔ فرمایا، کون فرید؟ حسن قوال تو پہلے ہی بھوک پیاس کا ستایا ہوا تھا اور یہاں جس پہچان کے حوالے سے آیا تھا اس کے بارے میں فرمایا جارہا ہے کہ کون فرید؟ اس نے جل کر جواب دیا آپ کے شیخ حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اجودھن والے اور کون؟ کیا کسی اور فرید سے بھی آپ کا تعلق ہے؟

فرمایا: ہاں میرا فرید اب اللہ ہے۔ پھر مسکرا دیئے، فرمایا "بتاؤ میرے شیخ کیسے ہیں؟ اچھے تو ہیں؟ حسن قوال نے عرض کیا: ہاں اچھے ہیں۔ کب سے اچھے ہیں، کتنے دنوں کی بات کرتے ہو؟ عرض کی جب میں ان کے پاس سے آیا ہوں تو اچھے تھے۔ اللہ تعالی انہیں اچھا رکھے، کہو آپ میرے پاس کیسے آئے ہیں؟ بس سلام عرض کرنے کے لئے۔ سلام ہو گیا، کوئی اور غرض وغایت؟ حسن قوال چپ ہو گیا۔ مخدوم صابر پیارحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بولو، چپ کیوں ہو گئے۔ مانگنے آئے ہو نا، مانگنا اچھی بات تو نہیں ہے۔ جتنا مانگتے جاؤ گے اشتہاء (خواہش) بڑھتی جائے گی۔ دولت کا پشتارہ (گٹھری) اٹھانے سے عاجز بھی ہو اور پھر بھی مانگ رہے ہو۔ جس در پر تم نے بیس سال گزارے کیا وہاں تم بھوکے رہنے لگے تھے کہ بھکاری بن گئے۔ سنو بھیک مانگنے والے کے چہرے پر قیامت کو گوشت نہ ہو گا۔ حسن قوال بالکل چپ تھے۔ اور سوچ رہے تھے کہ اس سے قبل وہ جس بزرگ کے پاس بھی گئے ہیں تکریم بھی ہوئی ہے اور مال وزر سے بھی نوازا گیا ہوں، مگر یہاں نہ تکریم ہے نہ عطا ہے، اُلٹی جھڑکیاں مل رہی ہیں۔

اب مخدوم صابر پیار حمہ اللہ علیہ نے گولر کی ٹہنی نچھوڑی اور حسن قوال کے پاس آئے اسے بازوؤں میں لے لیا پھر بازو تھامے جھونپڑی میں آئے۔ بیٹھے اجودھن کے بارے میں باتیں ہوئیں۔ فرمایا: لگتا ہے کھانا کھائے دیر ہو گئی ہے، بھوک یقیناً ستا رہی ہو گی کچھ کھالو۔ جھونپڑی میں چولہے پر مٹی کی ہنڈیا رکھی تھی، اس میں سے چند گولر کے دانے نکالے اور حسن قوال کو مرحمت فرمائے اور رخصت کر دیا۔ حسن قوال تو پہلے ہی جلا بھنا تھا۔ کہنے لگا، اتنی دور سے آیا ہوں، آپ کے پیر و مرشد کا قوال ہوں لیکن آپ نے میری یہ تکریم کی ہے کہ روٹی کھلائی نہ پانی پلایا۔ یہ چند گولر کے دانے میرے حوالے کئے اور جانے کو رخصت۔ میں یہی گولر کے دانے حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کروں گا اور کہوں گا کہ آپ کے پیارے مرید نے یہ داتا گری کی ہے۔

مخدوم صابر پیار حمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو کچھ میں کھاتا ہوں آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رہی پانی کی بات تو وہ سارا مٹکا ہی آپ نے گرا دیا ہے۔ گھڑے میں ایک بوند تک پانی نہیں چھوڑا۔ ہمارا تعلق صرف گولر اور پانی تک تھا۔ یہی ہمارے لئے قوّتِ لایَموت (بقا کے لیے ضروری غذا) ہے۔ آپ ماموں جان کے پاس جائیں گے تو انہیں ان حالات سے ضرور آگاہ کرنا تاکہ انہیں یقین ہو جائے کہ ان کا مرید دنیاوی لذّات اور لہو و لعب (فضول مشغلے اور دل بہلانے والے کھیل تماشے) کی طرف مائل نہیں ہوا ہے۔

حسن قوال واپس آیا، حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آداب بجالایا۔ قدم بوسی کر کے ہر ایک مرید کی خیریت عرض کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک کا حال استفسار (دریافت) فرماتے رہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے صابر بیٹے کو بھی دیکھا وہ کیسے ہیں؟ انہوں نے کیا خدمت کی آپ کی؟ عرض کی: میں ان کی خدمت میں بڑی امید لے کے گیا تھا مگر وہاں جھونپڑی ثابت بھی نہیں اور بڑے مغرور ہیں۔ بڑی دیر تک کھڑا رہا آپ حالتِ سُکر (بے خودی / وجد) میں تھے۔ جب آنکھ کھولی۔ میں نے سلام کیا۔ پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا: فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا قوال ہوں، اِس پر انجان بن کر پوچھا: کون فرید؟ میں نے کہا: آپ کے پیر۔ اس وقت کہا: کیا ہمارے شیخ اچھے ہیں اور یہ گولر داتا گری کے ہیں۔ کمر سے نکال کر پیش کئے۔ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً دو دانے پکڑے اور منہ میں ڈال لئے۔ باقی حاضرین کو دیئے اور دو رکعت دوگانہ ادا کی اور فرمایا کہ آج میں شیخ ہوا ہوں۔ حاضرین نے عرض کیا: کیا آپ پہلے شیخ نہیں تھے؟ فرمایا: شیخ تھا مگر شیخیت کی تکمیل صابر کے بھیجے ہوئے اِن گولروں کے کھانے سے ہوئی ہے۔

تذکروں میں آتا ہے کہ جس جس نے اُن گولروں کے ٹکڑے کو کھایا اُن کے نورِ باطن میں ترقی ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حسن قوال سے بھی فرمایا کہ یہ گولر کے دانے عام دانے نہیں۔ کھاؤ گے تو روحانی دنیا کی سیر کرو گے۔ مگر اُس کا رُجحان مادیّت (دنیاداری) کی طرف اب زیادہ ہو گیا تھا، وہ تو ان گولروں کی شکایت کر رہا تھا۔ اُس نے ایک ٹکڑا تک نہیں چکھا اور روحانی ترقیوں سے محروم رہا۔ یہ دولت اُسے نصیب ہوتی ہے جس کے مقدر میں ہو۔

(۱) تذکرہ اولیائے برصغیر پاک و ہند: از مرزا محمد اختر دہلوی، (۲) تذکرہ اولیائے پاکستان: جلد اول، از محمد عالم فقری ایم اے۔ (ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف، ستمبر 2000ء)

درس عبرت: حسن قوال کو طمع حرصِ دنیا نے نہ چھوڑا ورنہ اگر وہ حضور صابر پیا کلیری رضی اللہ عنہ کا مشورہ مان لیتا تو آج اُن کے مزار پر بھی ہمارے جیسے ہزاروں گدا اگر بھیک مانگتے نظر آتے۔

گدا گرو! تم بھی کسی کی مان لو تو صاحبِ مزار نہ بن سکو گے تو کم از کم گدا گری کی ذلت سے تو بچ جاؤ گے۔ اور آخرت کی سزا اس سے کہیں اور زیادہ سخت تر ہے۔

گداگروں اور تمام امت کو شفیق رسول ﷺ کا خیر خواہانہ مشورہ

نبی پاک ﷺ نے گداگروں کو بالخصوص اور تمام کو کسبِ حلال کا مشورہ دیا ہے اور کسبِ حلال انبیاء علیہم السلام کا عمل ہے، اس میں عزت و عظمت بھی ہے دوسروں کی دست نگری (دوسروں کے محتاج ہونے) کی ذلت و خواری سے حفاظت بھی۔

فضائلِ کسبِ حلال

حدیث نمبر ۱: صحیح بخاری شریف میں مِقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اُس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جس کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے کام کر کے حاصل کیا ہے اور بے شک اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے۔ (87)

حدیث نمبر ۲: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اللہ پاک ہے اور پاک ہی کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالی نے مؤمنین کو بھی اُسی کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا کہ اُس نے رسولوں سے فرمایا: "يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا" (المؤمنون:51) اے رسولوں پاک چیزوں سے کھاؤ اور اچھے کام کرو۔ اور مؤمنین سے فرمایا: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ" (البقرۃ:172) اے ایمان والو جو کچھ ہم نے تم کو دیا اُن میں پاک چیزوں سے کھاؤ۔ پھر بیان فرمایا کہ ایک شخص طویل سفر کرتا ہے جس کے بال پریشان ہیں اور بدن گرد آلود ہے (یعنی اُس کی حالت ایسی ہے کہ جو دعا کرے وہ قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یارب یارب کہتا ہے (یعنی دعا کرتا ہے) مگر حالت یہ ہے کہ اُس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور غذا حرام پھر اُس کی کیونکر دعا مقبول ہو (یعنی اگر قبول کی خواہش ہو تو کسب حلال اختیار کرو کہ بغیر اس کے قبول دعا کرنا اسباب بیکار ہیں)۔ (88)

حدیث نمبر ۳: صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ اُس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے حلال سے یا حرام ہے۔ (89)

حدیث نمبر ۴: ترمذی و نسائی و ابنِ ماجہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو تم کھاتے ہو اُن میں سب سے زیادہ پاکیزہ وہ ہے جو تمہارے کسب سے حاصل ہے اور تمہاری اولاد بھی منجملہ کسب کے ہے، بوقتِ حاجت اولاد کی کمائی سے کھا سکتا ہے۔ (90)

حدیث نمبر ۵: امام احمد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں، رسولِ مقبول ﷺ نے فرمایا: جو بندہ مال حرام حاصل کرتا ہے، اگر اُس کو صدقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرے تو اُس کے لئے اُس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ مرے تو جہنم کو جانے کا سامان ہے (یعنی مال کی تین حالتیں ہیں اور حرام مال کی تینوں حالتیں خراب) اللہ تعالی بُرائی سے بُرائی کو نہیں مٹاتا، ہاں نیکی سے بُرائی کو محو (ختم) فرماتا ہے بے شک خبیث کو خبیث سے نہیں مٹاتا۔ (91)

---

87) (صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، 57/3، الحديث 2072، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

88) (صحيح مسلم، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا، 2/ 703، الحديث 1015، دار إحياء التراث العربي)

89) (صحيح البخاري، كِتَابُ البُيُوعِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ} [آل عمران: 130]، 59/3، الحديث 2083، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

90) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ، بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الوَالِدَ يَأْخُذُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ، 3/ 631، الحديث 1358، شركة مكتبة، الطبعة: الثانية، 1395 ھ 1975 م)

91) (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مُسْنَدُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، 6/ 189، الحديث 3672، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 ھ 2001 م)

حدیث نمبر ۶: امام احمد و دارمی و بیہقی جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں، حضور پُر نور ﷺ نے فرمایا: جو گوشت حرام سے اُوگا ہے جنت میں داخل نہ ہو گا (یعنی ابتداء) اور جو گوشت حرام سے اُوگا ہے اُس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔[92]

حدیث نمبر ۷: بیہقی "شعب الایمان" میں عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔[93]

حدیث نمبر ۸: امام احمد و طبرانی و رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اور طبرانی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں، کسی نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کون سا کسب زیادہ پاکیزہ ہے؟ فرمایا: "آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور اچھی بیع[94] (یعنی جس میں خیانت اور دھوکا نہ ہو یا یہ کہ وہ بیع فاسد نہ ہو)۔

حدیث نمبر ۹: طبرانی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی، کہ ارشاد فرمایا حضور اکرم ﷺ نے: اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کسب کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

بہر حال کسبِ حلال میں دارَین (دنیا و آخرت) کی فلاح و بہبودی (کامیابی) ہے اگر چہ بعض لوگ اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے تو کیا ہوا ایسی باتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے بھی ہوتیں، چنانچہ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کی کنیز دودھ بیچا کرتی تھی اور اُس کا ثَمن (قیمت) مقدام رضی اللہ عنہ لیا کرتے تھے، اُن سے کسی نے کہا: سبحان اللہ! آپ دودھ بیچتے ہیں، اور اُس کا ثمن لیتے ہیں (گویا اُس نے اس تجارت کو نظر حقارت سے دیکھا) انہوں نے جواب دیا: ہاں میں یہ کام کرتا ہوں اور اِس میں حرج ہی کیا ہے؟ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ سوا روپے اور اشرفی کے کوئی چیز نفع نہیں دے گی۔

اتنا کمانا فرض ہے جو اپنے لئے اور اہل و عیال کے لئے اور جن کا نفقہ اُس کے ذمہ واجب ہے اُن کے نفقہ کے لئے اور ادائے دَین (قرض کی ادائیگی) کے لئے کفایت کر سکے۔ اُس کے بعد اُسے اختیار ہے کہ اتنے ہی پر بس کرے یا اپنے اور اہل و عیال کے لئے کچھ پسماندہ رکھنے کی بھی سَعی و کوشش کرے۔ ماں باپ محتاج و تنگدست ہوں تو فرض ہے کہ کما کر انہیں بقدرِ کفایت دے۔[95] (عالمگیری)

مسئلہ: قدرِ کفایت سے زائد اِس لئے کماتا ہے کہ فُقراء و مساکین کی خبر گیری کر سکے گا یا اپنے قریبی رشتہ داروں کی مدد کرے گا یہ مستحب ہے اور یہ نفل عبادت سے افضل ہے اور اگر اِس لئے کماتا ہے کہ مال و دولت زیادہ ہونے سے میری عزت و وقار میں اضافہ ہو گا، فخر و تکبر مقصود نہ ہو تو مُباح ہے اور اگر محض مال کی کثرت یا تفاخُر (فخر و تکبر) مقصود ہے تو منع ہے۔

انتباہ: بعض لوگ مساجد اور خانقاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بَسر اوقات (گزارے) کے لئے کچھ کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکّل (اللہ پر بھروسا کرنے والا) بتاتے ہیں، حالانکہ اُن کی نگاہیں (توجہات) اس کی منتظر (انتظار میں) رہتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے۔ وہ متوکّل نہیں۔ اِس سے اچھا یہ تھا کہ کچھ کام کرتے، اُس سے بَسر اوقات کرتے۔[96] (عالمگیری)

اِسی طرح آج کل بہت سے لوگوں نے پیری مُریدی کو پیشہ بنالیا ہے۔ سالانہ مُریدوں میں دَورہ کرتے ہیں اور مُریدوں سے طرح طرح سے رَقمیں کھسوٹتے (لوٹتے یا چھینتے) ہیں، جن کو نَذرَانہ وغیرہ ناموں سے موسوم (نام دیا یا پکارا) کرتے ہیں۔ اور ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو جھوٹ اور فریب (دھوکے) سے

---

92) (شعب الإيمان، المطاعم و المشارب، الفصل الثالث في طيب المطعم و الملبس و اجتناب.... 7/ 506، الحديث 5377، مكتبة الرشد، الطبعة: الأولى، 1423 هـ 2003 م)

93) (شعب الإيمان، حقوق الاولاد و اهلين، 11/ 175، الحديث 8367، مكتبة الرشد، الطبعة: الأولى، 1423 هـ 2003 م)

94) (مسند الإمام أحمد بن حنبل، حَدِيثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، 28/ 502، الحديث 17265، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

95) (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، 5/348، المطبعة الكبرى الأميرية، الطبعة: الثانية، 1310 هـ)

96) (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، 5/349، المطبعة الكبرى الأميرية، الطبعة: الثانية، 1310 هـ)

بھی کام لیتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے۔[97] (بہار شریعت)

یہی حال بعض مولوی صاحبان کا ہے کہ کاروبار، تجارت وغیرہ کو اپنی توہین سمجھ کر یا تو چندہ کا دھندا کرتے ہیں یا پھر مساجد وغیرہ کا رخ کرتے ہیں۔ فقہاءِ کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص علمِ دین و قرآن پڑھ کر کسب چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے دین کو کھاتا ہے۔[98] (عالمگیری)

یعنی عالم یا قاری ہو کر بیٹھ گیا اور کھانا چھوڑ دیا یہ خیال کئے ہوئے ہے کہ لوگ مجھے عالم یا قاری سمجھ کر خود ہی کھانے کو دیں گے، کمانے کی کیا ضرورت ہے، یہ ناجائز ہے۔ ہاں قرآن مجید و علم دین کی تعلیم پر اُجرت لینا اور اُس کے پڑھانے کی نوکری کرنا اس کو فقہائے متاخرین نے جائز فرمایا ہے، یہ دین فروشی میں داخل نہیں۔[99] (بہار شریعت)

آخری گزارش

گداگری بہر رنگ (ہر شکل میں) حرام ہے، اس کا نعم البدل (متبادل) کسبِ حلال (حلال روزی کمانا) ہے، جیسے اُولوالعزم انبیا علیہم السلام نے ہر طرح کے پیشے اختیار فرمائے۔ خود امام الانبیاء ﷺ نے تجارتی اُمور (کاروباری معاملات) میں حصہ لیا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کسبِ حلال سے بسر اوقات فرمائی۔ تمام صحابہ سے افضل صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بہت بڑے تاجر، ہمارے پیرانِ پیر دستگیر اور آپ کی طرح بہت بڑے اولیاءِ کرام نے کسبِ حلال، تجارت وغیرہ سے فرمایا۔ امام الائمہ (تمام ائمہ کے امام) سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بہت بڑے تاجر تھے، بلکہ وہ علما، فقہا جن کی بدولت آج دین زندہ ہے، اُن کا معاشرہ کسبِ حلال پر تھا۔ بلکہ تجارتی اُمور خصوصیت (خاص طور پر) سے علماء کرام نے اپنایا، تو ایک طرف اُن کی اپنی معیشت خوشحال تھی، تو دوسری طرف عوام کا بھلا، کہ علماءِ کرام دیانت داری (ایمان داری) اور تقویٰ (خوفِ خدا) کے پیشِ نظر کام کریں تو معاشرہ حسین سے حسین تر ہو جاتا ہے۔

حضرت مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی رحمۃ اللہ علیہ "اسلامی زندگی" میں لکھتے ہیں کہ ہم نے اپنے امورِ زندگی کُتُب کی تجارت سے سنوارے اور یہ سب کو معلوم ہے۔ اپنے دور میں حضرت مفتی صاحب بہ نسبت بعض دوسرے علماء کرام کے بہت خوشحال زندگی گزار گئے۔[100]

فقیر اویسی غُفرلہ کی بھی کوئی جاگیر نہیں، صرف تصانیف کی نشر و اشاعت (شائع کرنے اور پھیلانے) نے دوسروں کی دَست نگری (دوسروں کے محتاج ہونے) سے بچالیا ہے۔ مجھے وہ نابینا حضرات و دیگر بعض معذور صاحبان بھلے لگتے ہیں جو گداگری کے بجائے بعض ضرورت کی اشیاء بیچ کر گزر اوقات کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کریم، گداگروں کو حرص و ہوا (لالچ اور نفس کی خواہشات) کے گڑھے سے نکال کر کسبِ حلال کی توفیق بخشے۔

آمِينَ بِجَاهِ حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ الْأَمِينِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ الْأَمِينِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور پاکستان یکم جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ یکم ستمبر ۲۰۰۰ء

---

97) (بہار شریعت، کسب کا بیان، 610/3، مکتبة المدینة، طباعت سوم 2012)

98) (الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، 349/5، المطبعة الكبرى الأميرية، الطبعة: الثانية، 1310ھ)

99) (بہار شریعت، کسب کا بیان، 610/3، مکتبة المدینة، طباعت سوم 2012)

100) (اسلامی زندگی، تجارت کے اصول، اپنی کہانی، 156/1، مکتبة المدینة، سن اشاعت، 2010)